ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
42
www.tanzeem.org
20 تا 26 صفر المظفر 1440ھ / 30 اکتوبر تا 5 نومبر 2018ء

اسلامی تحریک کے اوصاف

ایک ایسی تحریک کے اوصاف ذہن میں تازہ کر لیجیے جو ٹھیٹھ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے کسی معاشرہ میں اُٹھی ہو۔ وہ تحریک کسی فرقہ واریت کی بنیاد پر نہ اُٹھی ہو، وہ محض رائج الوقت نظام کی کسی جزوی اصلاح کے لیے نہ اُٹھی ہو، وہ صرف کسی انتخابی عمل کے ذریعے اس نظام کو چلانے والے ہاتھوں کو بدلنے کے لیے میدان میں نہ آئی ہو، بلکہ اس جماعت کا مقصد خالص اسلامی انقلاب برپا کرنا ہو۔ یعنی معاشرہ میں علمی و عملی دونوں اعتبارات سے توحید کے نفاذ وانعقاد کی جدّ وجہد ہی اس کا مقصود و مطلوب ہو۔ پھر یہ کہ ایک معتدبہ تعداد میں لوگوں نے اسے شعوری طور پر قبول کیا ہو۔ اور وہ منظم ہو چکے ہوں اور منظم بھی اس درجہ میں کہ "وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا" کی کیفیت پیدا ہو گئی ہو۔ وہ کبھی مشتعل نہ ہوئے ہوں۔ انہوں نے کبھی بھی گالی کا جواب گالی سے نہ دیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے سختیاں جھیلیں، استہزاء اور تمسخر برداشت کیا، ذہنی و جسمانی تشدد جھیلا۔ معاشرہ نے اہل ایمان کا بائیکاٹ کیا۔ شعب بنی ہاشم کی تین سالہ جاں گسل محصوری سے سابقہ پیش آیا۔ ایمان لانے والے سعید و صالح نوجوانوں کو ان کے خاندان والوں نے گھروں سے نکالا۔ ان پر معیشت کا دائرہ تنگ سے تنگ تر کیا گیا، لیکن انہوں نے ان سب کو جھیلتے اور برداشت کرتے ہوئے توحید کا علم ہاتھ میں لیے توحیدی انقلاب اور توحیدی نظام قائم کرنے کے لیے سردھڑ کی بازی لگا دی۔ کسی ادنیٰ درجہ میں ہی سہی، اُس جماعت کے وابستگان میں بھی ان باتوں کی کوئی جھلک نظر آنا ضروری ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی

نمازِ جمعہ کی اہمیت اور فضیلت

مطالعہ کلامِ اقبال (92)

تنظیم اسلامی: کل اور آج

حذر اے چیرہ دستاں!

ریشمی رومال تحریک

مغربی صحافی کے مضمون کا جواب

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

علمِ الٰہی ہر شے پر محیط ہے

الھدیٰ (825)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 28 تا 30

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

آیت ۲۸ ﴿یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ﴾ ’’وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے‘‘

﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾﴾ ’’اور وہ شفاعت نہیں کریں گے سوائے اس کے جس کے لیے وہ راضی ہوگا‘ اور وہ تو خود اس کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔‘‘

آیت ۲۹ ﴿وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ ؕ﴾ ’’اور جو کوئی بھی (بالفرض) ان میں سے کہے کہ میں الٰہ ہوں اللہ کے سوا‘ تو اسے ہم بدلہ دیں گے جہنم کا۔‘‘

﴿کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾﴾ ’’اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔‘‘

آیت ۳۰ ﴿اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا ؕ﴾ ’’کیا دیکھا نہیں ان کافروں نے کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا!‘‘

یعنی شدید گرمی اور حبس کی صورتِ حال جس میں لوگوں کی جان پر بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کیفیت میں بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آسمان کے دروازے بھی بند ہیں‘ زمین کے سوتے بھی خشک ہیں‘ بارش کا دور دور تک کوئی امکان نہیں‘ ہر طرف خشک سالی کا راج ہے اور پھر یکایک اللہ کی رحمت سے یہ صورتِ حال تبدیل ہو جاتی ہے۔ آسمان کے دہانے کھل جاتے ہیں اور بارش کے پانی سے زمین پر نباتاتی اور حیواناتی زندگی کی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ﴾ ’’اور ہم نے پانی سے ہر جاندار شے کو بنایا!‘‘

ہر جاندار چیز کا مادۂ تخلیق مٹی اور مبدأ حیات پانی ہے۔ گویا مٹی سے ہر جاندار چیز کی تخلیق ہوئی اور ان سب کی زندگی کا دار و مدار پانی پر رکھا گیا۔

﴿اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾﴾ ’’تو کیا (یہ سب کچھ جان لینے کے بعد بھی) یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے؟‘‘

فرمانِ نبویؐ

قیامت سے پہلے قتل

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((**لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکْثُرَ الْھَرْجُ**)) قَالُوْا وَمَا الْھَرْجُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! قَالَ: ((**اَلْقَتْلُ ، اَلْقَتْلُ**)) (مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ’’ھرج‘‘ کی کثرت نہ ہو جائے‘‘۔ حاضرین نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ ’’ھرج‘‘ کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ’’قتل، قتل۔‘‘

تشریح: اس حدیث میں غالباً ہمارے اس الحاد و مادیت کے پُرفتن دور کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانی جان کا ذرہ بھر احترام باقی نہیں رہا۔ بڑی بڑی سامراجی حکومتوں اور عہد حاضر کے آمروں اور ڈکٹیٹروں نے محض اپنی کرسی اور وقار کی خاطر لاکھوں کروڑوں انسانوں کو تہ تیغ کیا ہے۔ مغربی لیڈروں اور سرخ ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر جینے والے ایشیائی حکمرانوں نے اپنے اپنے ملکوں اور خود اپنی قوموں کے ساتھ جو حسنِ سلوک کیا ہے اس نے انسانیت کی عزت و آبرو خاک میں ملا دی ہے۔ امریکا گزشتہ ربع صدی میں عالم اسلام میں خون کی ندیاں بہانے میں مصروف ہے۔ یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ دنیا کا نظام اپنی عمر کے آخری دور میں ہے اور قیامت کا نظام بہت جلد نمودار ہونے والا ہے۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

20 تا 26 صفر المظفر 1440ھ جلد 27
30 اکتوبر تا 5 نومبر 2018ء شمارہ 42

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی

جمال خاشقجی کے آباء واجداد کا تعلق ترکی سے تھا۔ خاشقجی کے دادا محمد خاشقجی سعودی عرب آ کر آباد ہو گئے تھے۔ جلد ہی وہ عبدالعزیز السعود کے ذاتی معالج بن گئے۔ جمال خاشقجی سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔ صحافت کو بطور پیشہ اختیار کیا۔ ذہنی طور پر سیکولر اور لبرل تھے۔ سعودی عرب کی سیاسی فضا میں گھٹن محسوس کرتے تھے کیونکہ وہاں ملوکیت تھی۔ شاہی خاندان کے ناقد تھے لہٰذا زیادہ دیر تک سعودی عرب میں رہنا اُن کے لیے ممکن نہ تھا اور امریکہ منتقل ہو گئے۔ انگریزی اور عربی پر بڑا عبور حاصل تھا۔ امریکہ آ کر اُن کے لبرل ازم کو جلا ملی۔ اُنہوں نے واشنگٹن پوسٹ میں لکھنا شروع کیا۔ جب محمد بن سلمان سعودی عرب کے سیاہ وسفید کے مالک بنے۔ وہ بھی فکری لحاظ سے لبرل تھے۔ ایک طرف انہوں نے سعودی عرب کے اس تاثر کو ختم کرنے کے لیے کہ وہ ایک ایسی مذہبی ریاست ہے جس میں معاشرتی سطح پر سخت پابندیاں ہیں (مثلاً عورت کا پردہ، معاشرے میں عورت کا انتہائی محدود رول، اُسے گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت نہ ہونا، مغربی ثقافت اور تہذیب سے دوری بلکہ لاتعلقی وغیرہ) اِن پابندیوں کو ختم کرنا شروع کیا۔ اور دوسری طرف انہوں نے سیاسی سطح پر ایسے اقدام کیے جن کے بارے میں آسانی سے کہا جا سکتا ہے کہ شاہی بلکہ ذاتی آمریت کا شکنجہ مزید سخت کر دیا۔ یہاں تک کہ محمد بن سلمان نے شہزادوں کو بھی نہ چھوڑا اُنہیں گرفتار بھی کیا اور اُن سے خطیر رقوم بھی بٹور لیں۔ اس پر جمال خاشقجی نے شاہی خاندان کو ہی نہیں بلکہ محمد بن سلمان کی ذات کو سخت ترین تنقید کا نشانہ بنایا۔ خاشقجی اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے کر ترکی میں دوسری شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ 2 اکتوبر کو استنبول کے قونصل خانے میں طلاق کے کاغذات لینے گیا اور وہاں قتل کر دیا گیا۔ آغاز میں سعودی سفارت خانے نے اس قتل سے لاتعلقی کا اظہار کیا، لیکن کیمروں کی گواہی موجود تھی کہ خاشقجی اندر جاتا ہوا نظر آتا ہے لیکن باہر نہیں نکلا۔ بالآخر سعودیوں کو اس قتل کا اعتراف کرنا پڑا۔

ہم اس ناحق قتل کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ اللہ اپنے پاک کلام میں ایک انسان کے قتل ناحق کو انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے اگر کوئی انسان کسی جرم کا ارتکاب کرے یا اُس پر ایسا الزام لگے تو اُسے قانون کے کٹہرے میں لانا لازم ہے۔ اُسے اپنے دفاع کا حق دیا جانا چاہیے اور کوئی منصف ہو جو میرٹ اور حق وانصاف پر مبنی فیصلہ صادر کرے۔

بہرحال اس قتل پر دنیا میں کہرام مچ گیا اور اس خبر کو ایک بھونچال کی صورت دینے میں سب سے زیادہ امریکہ کا ہاتھ تھا۔ امریکی صدر ٹرمپ نے کہا کہ سعودی حکومت اس قتل میں ملوث ہوئی تو اُسے سخت سزا دی جائے گی پھر خود ہی میڈیا کے ذریعے دھوم مچا دی کہ سعودی حکومت اس میں ملوث تھی۔ ترکی جہاں یہ قتل ہوا تھا چند روز اس پر محض سرسری تبصرے کرتا رہا، لیکن 23 اکتوبر کو ترکی کے صدر طیب اردگان نے

پارلیمنٹ سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے اس قتل کی تفصیلات بتائیں جن میں انکشاف کیا گیا کہ سعودی حکومت کے اہلکار براہ راست اس قتل میں ملوث تھے۔ قاتلوں کے سعودی عرب سے ترکی آنے اور واپس جانے کی مکمل تفصیلات پارلیمنٹ کو بتائی گئیں۔ ہم آگے بڑھنے سے پہلے ایک بار پھر کسی انسان کے شرعی عذر کے بغیر قتل کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، لیکن ملین ڈالر سوال یہ ہے کہ کیا دنیا میں پہلا صحافی قتل ہوا ہے۔ ہم یقین سے کہہ سکتے کہ نئی صدی کے آغاز سے لے کر اب تک امریکہ اور یورپ سمیت درجنوں ملکوں میں سینکڑوں صحافی قتل کیے گئے جن کا میڈیا میں سرسری سا ذکر کر دیا گیا۔ اس قتل و غارت کی تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں صرف اُس یہودی صحافی عورت ریچل کوری کا ذکر کیے دیتے ہیں جو فلسطینیوں کے گھر گرانے پر احتجاج کرتے ہوئے اسرائیلی بلڈوزروں کے سامنے آ گئی تھی لیکن ریاستی جبر نے اُس پُر امن احتجاج کرتی ہوئی خاتون کو بے دردی سے کچل کر ہلاک کر دیا، وہ بھی صحافی تھی، انسان تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عورت تھی۔ ویسی ہی عورت جس کے حقوق اور آزادی کے لیے امریکہ اور یورپ مرے جاتے ہیں، لیکن اس قتل ناحق پر زبان دراز میڈیا گونگا ہو گیا۔ سیاسی جنگجوؤں کو سانپ سونگھ گیا۔ نہ انسانی حقوق کی تناظیم نے کوئی آواز اٹھائی۔ نہ عورتوں کے حقوق کی عالمی تنظیموں کو کوئی قدم اٹھانے کی توفیق ہوئی۔ اگر سعودی حکومت پر خاشقجی کے قتل کا سارا ملبہ ڈالا جا رہا ہے تو ریچل کوری کے قتل کا مقدمہ اسرائیلی حکومت کے خلاف کیوں دائر نہ ہوا؟

کاش، اے کاش، مسلمان حکمران! اسلام دشمن قوتوں کے اس دہرے معیار کو سمجھ سکیں۔ کاش! وہ جان سکیں کہ اُمت مسلمہ کو نیست و نابود کرنے کے لیے پہلے مرحلے کے طور پر مسلمانوں کے مرکز و محور سعودی عرب جہاں حرمین شریفین ہیں' اُس پر حملہ آور ہونے کی یہ سب تیاریاں ہیں۔ اس لیے کہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے یہ سب کچھ ناگزیر ہے۔ یہاں پر ہم واضح کر دیں کہ ہمیں سعودی عرب کی موجودہ حکومت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمیں اُس خطہ زمین سے، اُس ریاست سے، جہاں مکہ اور مدینہ جیسے مقدس ترین شہر ہیں' اُس سے محض سیاسی یا اقتصادی بنیادوں پر دلچسپی نہیں ہے' بلکہ اُس سے ہمارا ایسا روحانی اور جذباتی تعلق ہے جس کی خاطر جان و مال کی قربانی معمولی بات ہے۔ ہم پاکستان میں رہتے ہیں، پاکستان ہمارا پیدائشی وطن ہے۔ لیکن جو جذباتی لگاؤ، جو محبت، جو عشق مکہ و مدینہ سے ہے، اُس کا پاکستان کو عشر عشیر بھی حاصل نہیں۔ ہم خود لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں بستے ہیں، لیکن ہمارے دلوں میں مکہ اور مدینہ بسا ہوا ہے۔ ہمیں پاکستان کی سلامتی یقیناً عزیز ہے لیکن یہ مضبوط فوج، یہ ایٹمی صلاحیت، یہ 22 کروڑ انسانوں کا سمندر اگر حرمین شریفین کی حفاظت نہیں کر سکتا تو یہ سب کچھ کسی کام کا نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کی شہ پر امریکہ اینڈ کمپنی یہ طوفان اس لیے اٹھا رہی ہے تاکہ ریاست عرب کو غیر مستحکم کر دیا جائے۔ تمام مشرق وسطیٰ میں انتشار پھیلا دیا جائے۔ اور اسرائیل اپنی سرحدیں بڑھا کر گریٹر اسرائیل کے قیام کو حقیقت کا رنگ دے سکے۔ ہم یہاں پاکستان کے عوام اور حکمرانوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں بلکہ اُنہیں متنبہ کرتے ہیں کہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے تکمیلی مرحلے پر یہ اسلام دشمن قوتیں خصوصاً امریکہ، اسرائیل اور بھارت لازماً واحد ایٹمی اسلامی ریاست پاکستان کو نشانہ بنائیں گے وگرنہ اُن کے پلان کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اِس پر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ان قوتوں کے سامنے پاکستان کی کیا حیثیت ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ لیکن ماضی قریب کے واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ طاغوتی قوتیں کوئی بڑا قدم اٹھانے سے پہلے اپنے راستے میں حائل چھوٹی سے چھوٹی رکاوٹ بھی دور کرنے کی قائل ہیں۔ وہ افغانستان جیسے کمزور ملک پر حملہ کرنے سے پہلے دنیا بھر کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ وہ عراق پر حملہ کرنے سے پہلے اُس کی مکمل تلاشی لیتے ہیں۔ کہیں واقعتاً صدام کے پاس W.M.D تو نہیں ہیں۔ لہٰذا اس رسک کو بھی ختم کیا جائے گا جو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ہونے کی وجہ سے اُنہیں درپیش ہے۔ امریکہ اور طاغوتی قوتوں کو اب کونڈا لیزا رائس کے مشرق وسطیٰ کے تصوراتی نقشہ کو حقیقت بنانا ہے جس کے مطابق مشرق وسطیٰ میں مزید اکھاڑ پچھاڑ کی جائے گی، مزید تقسیم عمل میں آئے گی اور اسرائیل گریٹر اسرائیل کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے مزید قدم اٹھائے گا۔ ایک طرف ان طاغوتی قوتوں کا رویہ اُس بھیڑیے جیسا ہے جو بکری کے بچے کو کھا جانے کے لیے مختلف عذر تراش رہا تھا اور دوسری طرف مسلم حکمرانوں کا رویہ ڈربے کی اُن مرغیوں جیسا ہے جو قصاب سے وقتی طور پر بچ جانے پر اطمینان بلکہ خوشی کا اظہار کر رہی ہوتی ہیں کہ قصاب نے کسی اور مرغی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، قصاب بالآخر سب مرغیوں کو ذبح کرے گا۔ کیا مسلمانوں کو خاص طور پر حکمرانوں کو اپنی باری آنے سے پہلے کچھ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ صدام آخری لمحات میں امریکہ کے تمام مطالبات تسلیم کرنے پر رضا مند ہو گیا تھا۔ احمق نہیں جانتا تھا کہ مسئلہ اُس کی ذات نہیں تھی بلکہ گریٹر اسرائیل کی راہ ہموار کرنے کے لیے امریکہ اور اُس کے حواریوں کی عراق میں موجودگی ضروری تھی۔ اور یہ مقصد حاصل کرنا ضروری تھا۔

تمام مسلمان ممالک خصوصاً پاکستان، ترکی اور سعودی عرب کے لیے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ ہر سطح پر متحد ہوں، اسلام کے اور اپنے دشمنوں کو خوش کرنے کی کوشش نہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو نیست و نابود کیے بغیر خوش نہیں ہوں گے آج ہی متحد ہو کر عالم اسلام کے مفاد میں غور و فکر کریں۔ عالم اسلام کی مضبوطی اور استحکام کے لیے اقدام کریں اور اس کا آغاز اس کے بغیر ممکن نہیں کہ دین متین اسلام کی طرف رجوع کریں اپنے رب کے احکامات اور سنت رسولؐ سے چمٹ جائیں۔ پھر اللہ سے مدد طلب کریں امریکہ اور یورپ کی سیاسی اقتصادی اور عسکری قوت اللہ کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں رکھتی جو درخت سے گرے ہوئے پتہ کی ہوا کے طوفان کے سامنے ہوتی ہے۔ یہ سب قوتیں آپ کے سامنے ڈھیر ہو جائیں گی اور فتح آپ کے قدم چومے گی روٹھے ہوئے اللہ کو منا لیجئے اُسے راضی کر لیں کرنے کا اصل کام یہی ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق بخشے آمین یارب العالمین۔

نماز جمعہ کی اہمیت اور فضیلت

(سورۃ الجمعہ کے تیسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے 19 اکتوبر 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئین محترم! آج ہم ان شاءاللہ سورۃ الجمعہ کے تیسرے رکوع کا مطالعہ کریں گے۔ یہ تین آیات پر مشتمل ہے۔ جمعہ کی اہمیت، اس کا حکم، اس کی حکمت، اس کا مقصد، یہ تمام چیزیں ان تین آیات میں بیان کردی گئیں۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا آلۂ انقلاب قرآن مجید ہے۔ اسی سورۃ الجمعہ کی آیت 2 میں فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ﴾ ''وہی تو ہے جس نے اٹھایا اُمیین میں ایک رسول ان ہی میں سے جو ان کو پڑھ کر سناتا ہے اُس کی آیات اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی۔''

یہاں پر نبی کریم ﷺ کا اساسی منہاج بیان ہوا ہے۔ اس سے متصل سورۃ الصّف ہے جس کے اندر نبی کریم ﷺ کا مقصد بعثت بیان کیا گیا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝﴾ ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو پورے نظامِ زندگی پر اور خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو!'' (آیت: 9)

دنیا میں اسلامی انقلاب انسانی تاریخ کا سب سے بڑا انقلاب تھا۔ مگر یہ انقلاب ایسے ہی نہیں آ گیا تھا۔ اس کے لیے بڑی محنت سے لوگوں کے ظاہر وباطن کو پہلے تبدیل کیا گیا اور یہ سب قرآن کی تعلیم، تلاوت آیات اور ان کی روشنی میں تزکیہ نفس کی بدولت ممکن ہوا۔ اس سلسلے میں جمعہ کے دن کی بہت زیادہ اہمیت ہے کیونکہ یہ تربیت وتعلیم کا ہفتہ وار اجتماع ہے۔ قرآن کی تعلیم کو ذہن میں تازہ رکھنے اور تزکیہ نفس کے لیے یہ بہت ضروری ہے اور اس کے لیے یہ جمعہ کا اجتماع دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ﴾

''اے ایمان والو! جب تمہیں پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور کاروبار چھوڑ دو۔'' (الجمعہ: 9)

یعنی جیسے ہی جمعہ کی اذان ہو جائے تو اپنے معمولات، اپنے کاروبار، سب چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف لپکو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جمعہ کی نماز ہر اس شخص پر فرض ہے جو جمعہ کی اذان سن لے۔ یعنی اس نماز کی اتنی تاکید ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم وواجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ ایک غلام بیچارا جو کسی کا مملوک ہو، دوسری عورت، تیسرے نابالغ لڑکے اور چوتھے بیمار۔''

مرتب: ابو ابراهیم

اگر کوئی شرعی عذر ہو جیسے کوئی بیماری ہے، یا کوئی جان ومال کا خوف ہے، یا بارش کا معاملہ ہے تو پھر اجتماع جمعہ سے حاضری کی رخصت ہے۔ ایک اور روایت میں مسافر کو بھی رعایت دی گئی ہے۔ ان پانچ کے سوا ہر مسلمان پر جمعہ کے اجتماع میں شرکت لازم ہے۔ لہٰذا جیسے ہی جمعہ کی اذان ہو تو سب دنیوی کام چھوڑ کر جمعہ کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیے اور جلد از جلد اول وقت میں مسجد میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے، اس کے بعد آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی۔ اس کے بعد مرغی پیش کرنے والے کی، اس کے بعد انڈا پیش کرنے والے کی۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے منبر کی طرف جاتا ہے۔ تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔'' (صحیح بخاری)

یعنی خطبہ جمعہ کی اتنی اہمیت ہے کہ جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے بھی اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں، اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس طرح نماز جمعہ میں غیر حاضری پر کتنی شدید وعید ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ: ''جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آجائیں یا یہ ہوگا کہ ان کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے (اور اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیے جائیں گے)''۔ ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''جو آدمی بلا عذر تین جمعہ تسائل وسہل انگاری کی وجہ سے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا (پھر وہ نیک عمل کی توفیق سے محروم ہی رہے گا۔)''

جو لوگ نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ میں ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور پھر ان لوگوں

کے گھروں کو جلادوں جو نماز جمعہ کے لیے نہیں آتے‘‘۔ ذرا غور کیجئے یہ وہ عظیم ہستی کہہ رہی ہے جس کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے کہ:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾ ’’(اے نبی ﷺ) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے حق میں بہت نرم ہیں۔‘‘ (آل عمران:159)

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا کہ: جس شخص نے بلا کسی وجہ بلا کسی عذر شرعی کے نماز جمعہ کو ترک کردیا۔ وہ اس کتاب میں منافق لکھ دیا جاتا ہے کہ جس کی تحریر نہ مٹائی جاسکتی ہے اور نہ ہی تبدیل کی جاسکتی ہے۔‘‘

غور کیجئے کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے جو لوگ بھی غفلت اور سستی کی وجہ سے اور بغیر کسی شرعی عذر کے نہیں آتے ان کے لیے اتنی شدید وعید ہے جو نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں سامنے آرہی ہے۔

جمعہ کے آداب:

نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے آداب بھی ہمیں سکھلائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے اس دن کو عید بنایا ہے لہٰذا اس دن غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ خوشبو لگائے اور مسواک اس دن ضرور کیا کرو۔‘‘

ظاہر ہے کہ جمعہ کا اجتماع ہے اور لوگوں کی کثیر تعداد اس میں شامل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے یہ فرمایا گیا۔ لہٰذا چاہیے کہ انسان غسل کرکے، پاک صاف ہوکر، خوشبو لگا کر جائے اور مسواک کر کے جائے تاکہ منہ اور جسم سے کسی قسم کی کوئی بدبو نہ آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا کہ: تم میں سے کسی کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے۔‘‘

یعنی کپڑے میلے اور بدبودار نہ ہوں تاکہ اجتماع جمعہ میں انسان خود بھی ذہنی طور پر تازگی محسوس کرے اور دوسرے لوگوں کے لیے بھی وہاں ایک فرحت بخش ماحول میسر ہو۔

اللہ کا ذکر:

ہم عام طور پر ذکر سے مراد تسبیح، تحمید، تکبیر، تحلیل، استغفار یا کچھ مسنون اذکار یا کچھ وظائف کو سمجھتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں بھی ذکر کے اندر شامل ہیں لیکن سب سے بڑا ذکر تلاوت قرآن مجید ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹﴾ ’’یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔‘‘ (الحجر:9)

نبی کریم ﷺ خطبہ جمعہ میں قرآن ہی بیان فرمایا کرتے تھے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ((يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ)) ’’آپ ﷺ قرآن پڑھتے تھے اور اس کے ذریعے سے لوگوں کو تذکیر فرماتے تھے‘‘۔ عرب میں تو قرآن کو سمجھنا مشکل نہیں تھا کیونکہ ان کی زبان عربی تھی۔ لیکن غیر عربی اقوام کے لیے قرآن کو سمجھنا آسان نہیں تھا۔ لہٰذا جب اسلامی مملکت کی حدود پھیل کر غیر اعرابی علاقوں تک پہنچیں تو پھر ضرورت محسوس کی گئی کہ خطبہ جمعہ میں مقامی زبان میں لوگوں کی تذکیر کی جائے۔ چنانچہ خطبہ جمعہ کا اصل مقصد تذکیر بالقرآن ہے جس کا ہفتہ میں ایک دن اہتمام کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پورا ہفتہ دنیوی کاموں میں لگ کر انسان کے دل پر گرد آجاتا ہے، زنگ آجاتا ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے: بنی آدم کے قلوب کو بھی اسی طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ پوچھا گیا کہ یہ زنگ دور کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ((کثرة ذکر الموت وتلاوة القرآن)) یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو یہ لذات کو توڑنے والی چیز ہے۔ قبر کی تنہائی ہر وقت تصور میں رہے۔ دوسری چیز ہے قرآن کی تلاوت۔ یہ دو چیزیں دل کے زنگ کو دور کرنے والی ہیں۔ چنانچہ جمعہ کے دن تلاوت قرآن مجید اور اس کے مفاہیم سن کر انسان کو اپنے دل کا زنگ اُتارنے کا موقع ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جمعہ والے دن لوگوں کو تذکیر قرآن کے ذریعے فرماتے تھے۔

پریس ریلیز 26 اکتوبر 2018ء

قرضوں کی دلدل سے نکلنا پاکستان کے استحکام اور سلامتی کے لیے ناگزیر ہے

امریکی وزیر خارجہ کا یہ بیان قابل مذمت ہے کہ پاکستان کو افغانستان میں حکومت دشمن عناصر کی مدد سے باز رہنا چاہیے

حافظ عاکف سعید

قرضوں کی دلدل سے نکلنا پاکستان کے استحکام اور سلامتی کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کا پاکستان کو مالی مشکلات سے نکالنے کے لیے بیل آوٹ پیکج دینا اگرچہ خوش آئند ہے، لیکن کبھی کوئی قوم قرضوں اور امداد سے مستحکم اور مضبوط نہیں ہوا کرتی۔ ہمیں جلد از جلد معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہوگا۔ انہوں نے امریکی وزیر خارجہ مائیک پمپیو کے اس بیان کی شدید مذمت کی کہ پاکستان کو افغانستان میں حکومت دشمن عناصر کی مدد سے باز رہنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ افغان طالبان اپنی آزادی اور خودمختاری کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں تاکہ ایک مرتبہ پھر افغانستان میں اللہ اور رسول ﷺ کا نظام قائم کیا جاسکے۔ جبکہ امریکہ نے ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہوئے افغانستان پر قبضہ کیا اور وہاں ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر کے خطے میں اپنے مفادات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت امریکہ کے ایجنٹ کا رول ادا کر رہی ہے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل کے اس فیصلے کو خوش آئند قرار دیا جس کے مطابق انہوں نے فرانس کی حکومت کے اس فیصلے کو غیر منصفانہ اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا جس کے مطابق حجاب اور نقاب پر پابندی لگائی گئی تھی۔ انہوں نے کہا اقوام متحدہ فرانس کو مجبور کرے کہ وہ اس پابندی کو ختم کرے تاکہ یہ تاثر دور ہو کہ اقوام متحدہ صرف چھوٹے اور کمزور ممالک ہی کو اپنے احکامات ماننے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ طاقتور اور بڑے ممالک بھی اس کے احکامات کی پابندی کرتے ہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورۃ قٓ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سیکھی جسے آپ ﷺ منبر پر ہر خطبہ جمعہ میں تلاوت فرماتے تھے۔ اس کے اندر بھی تذکیری گفتگو ہے جس میں احوالِ قیامت بیان ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر اس سورت کو جمعہ کے خطبے میں پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ خطبۂ جمعہ کا اصل مقصد تذکیر بالقرآن ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں خطبہ جمعہ میں بھی اکثر لایعنی گفتگو یا قصے کہانیاں وغیرہ بیان کی جاتی ہیں یا پھر مسلکی اور فرقہ وارانہ مباحث چھیڑی جاتی ہیں۔ جبکہ خطبہ کا جو اصل مقصد ہے یعنی تذکیر بالقرآن اس کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کی بھی خطبہ میں اتنی دلچسپی نہیں رہتی۔ خطیب بیٹھا اکثر و بیشتر دیواروں ہی سے خطاب کر رہا ہوتا ہے۔ لوگ بالکل آخری وقت میں پہنچتے ہیں جب جمعہ کی نماز کھڑی ہونے والی ہوتی ہے۔

رہ گئی رسم اذاں ، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

رسماً تو جمعہ ادا ہوجاتا ہے لیکن اس کے اندر سے جمعہ کی روح ختم ہوجاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے اثرات بھی ہم پر نہیں ہوتے۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کے خطبے کی کیفیت ایک حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہوجاتیں، آواز بلند ہوجاتی، آپ ﷺ سخت غضب ناک ہوتے۔ گویا آپ ﷺ لوگوں کو دشمن کے لشکر سے اس طرح ڈرا رہے ہوں جیسے وہ صبح لوگوں کو لوٹ لے گا یا شام کو لوٹ لے گا اور آپ ﷺ فرماتے کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے اور یہ کہہ کر درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی باہم ملا دیتے''۔ ظاہر ہے آپ ﷺ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں۔ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں ہے۔ اب قیامت ہی آئے گی۔ ویسے بھی قیامت تو اس شخص کی آ گئی جس کی موت واقع ہوگی۔

ارباب ستم سے بس اتنی ہی گزارش ہے میری
دنیا سے قیامت دور سہی دنیا کی قیامت دور نہیں!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ((مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ)) ''جس کی موت واقع ہوگئی اس کے لیے اسی وقت قیامت کھڑی ہوگئی''۔ کیونکہ اس کا اعمال نامہ تو بند ہوگیا۔

خطبۂ جمعہ کے آداب:

سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ انسان خطبے کے دوران متوجہ ہو کر، خاموشی کے ساتھ بیٹھے اور پوری دلجمعی اور پوری توجہ کے ساتھ خطاب سنے۔ جتنا قریب ہو کر بیٹھ سکے اتنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آخر میں پہنچے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بیٹھنے کی کوشش کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خطبے کے وقت حاضر رہو اور امام سے قریب بیٹھا کرو۔ اس لیے کہ آدمی جس قدر نیکیوں سے دور ہوتا ہے اسی قدر وہ جنت سے پیچھے رہتا ہے۔ حالانکہ وہ جنت میں داخل ضرور ہوتا ہے لیکن تاخیر سے داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسری حدیث میں فرمایا: ''جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت اگر تم نے ساتھ والے شخص سے کہا کہ خاموش ہوجاؤ تو پھر بھی تم نے لغو کام کیا۔ معلوم ہوا کہ پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ خطبہ کو سنا جائے تاکہ اصل مقصد یعنی تذکیر حاصل ہوجائے۔

﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹﴾ ''یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔''

اس کا جو ثواب اور اجر انسان کو ملے گا وہ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں سامنے آتا ہے کہ: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور جو اچھے کپڑے اسے میسر تھے وہ پہنے اور خوشبو اگر اس کے پاس تھی تو وہ بھی لگائی پھر وہ نماز جمعہ کے لیے حاضر ہوا اور اس کی احتیاط کی کہ پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگتا ہوا نہیں گیا پھر جتنی رکعتوں کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی وہ پڑھیں پھر جب امام خطبہ دینے کے لیے آیا تو ادب اور خاموشی سے اس کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ سنا۔ یہاں تک کہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو اس بندے کی یہ نماز اس جمعہ اور اس سے پہلے والے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوجائے گی۔''

کبائر تو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ اسی طرح حقوق العباد جب تک معاف نہیں کروائیں گے وہ بھی معاف نہیں ہوں گے البتہ ان دونوں کے علاوہ باقی گناہوں کا کفارہ جمعہ کی نماز بن جائے گی اگر ان شرائط کو پورا کیا جائے۔ آگے فرمایا:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ''پھر جب نماز پوری ہوچکے تو زمین میں منتشر ہوجاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو''

یہود کے ہاں ہفتہ کا دن عبادت کا دن تھا، اس دن ان کے لیے کوئی بھی دنیوی کام کرنے کی ممانعت تھی۔ اس دن ان کو سارا دن عبادت میں مشغول رہنا ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے لیے اللہ پاک نے آسانی کردی کہ جمعہ کی نماز کے بعد دوبارہ رزق کی تلاش میں نکل سکتے ہیں۔ جو رزق ہمیں ملتا ہے یہ اللہ کی طرف سے فضل ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰﴾

''اور اللہ کو یاد کرو کثرت سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

ذکر میں تسبیحات وغیرہ بھی شامل ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ کوئی غلط کام نہ کیا جائے یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت، حسد، بغض وغیرہ سے بھی بچا جائے اور اپنے تمام امور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق سرانجام دیے جائیں تو یہ بھی اللہ کو یاد کرنے کے مترادف ہے۔ وہ ہمارے دلوں کے اندر ہے۔ ہم اگر کوئی گناہ نہیں کر رہے ہیں تو اس لیے نہیں کر رہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ چیز دل میں پیدا ہوجائے تو تمام مسائل حل ہوجائیں گے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط﴾ ''اور جب انہوں نے دیکھا تجارت کا معاملہ یا کوئی کھیل تماشا تو اس کی طرف چل دیے اور آپ ؐ کو کھڑا چھوڑ دیا۔''

اس آیت کے ذیل میں ایک واقعہ ہے۔ مدینہ طیبہ میں شام سے ایک تجارتی قافلہ عین نماز جمعہ کے وقت آیا اور اہل شہر کو اطلاع دینے کے لیے ڈھول بجانے شروع کردیے۔ چونکہ قحط کا زمانہ تھا، لہٰذا حاضرین مسجد قافلے کی آمد کی اطلاع پا کر فوراً اس کی طرف لپکے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اکثر لوگ اس دوران اٹھ کر چلے گئے اور تھوڑے لوگ باقی رہ گئے۔ آگے فرمایا

﴿قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے کھیل کود اور تجارت سے۔ اور اللہ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔''

اس رزق کے پیچھے پڑ کر اللہ کو مت چھوڑو، کیونکہ اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ انسان کو معلوم ہی نہیں اللہ کہاں کہاں سے رزق دے سکتا ہے۔ لہٰذا جمعہ کے دن انسان کی سب سے اوّلین ترجیح نماز جمعہ کی ادائیگی ہونی چاہیے اور جس طرح اس کو ادا کرنے کا حق ہے اس طرح ادا کرنا چاہیے۔ اسی سے پھر ہمارے اندر تبدیلی بھی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

3

2۔ حکومت الٰہی

8 زیرِ گردوں آمری از قاہری است — آمری از ما سِوَ اللّٰہ کافری است★

آسمان کے نیچے (یعنی روئے زمین پر) حکمرانی اپنے علاقے میں چھاجانے کا نام ہے (کہ وہ جو چاہے منوالے) لہٰذا 'ربّ کی دھرتی پر ربّ کا نظام' کے سوا ہر حکمرانی خدا بےزار اور وحی دشمن ہوتی ہے

9 قاہرِ آمر کہ باشد پختہ کار — از قوانیں گردِ خود بندد حصار

ہر مستحکم اقتدار اور آمر جب (وقت گزرنے کے ساتھ) حکمرانی کے داؤ پیچ سمجھ کر تجربہ کار ہو جاتا ہے وہ (خود ہی) اپنے گردو پیش قانون کا ایک حصار بنا لیتا ہے

10 جُرّہ شاہیں تیز چنگ و زود گیر! — صعوہ را در کارہا گیرد مشیر

تیز پنجوں اور شکار کو جلد پکڑنے والا نر شاہین (ذاتی آمریت والا حکمران) لوگوں کو مساوات کا دھوکہ دینے کے لیے مولے کو امور کی انجام دہی کے لیے اپنا مشیر بنا لیتا ہے

8۔ روئے ارضی پر تاریخ انسانی سے یہ بات عیاں ہے کہ شخصی حکومت یعنی آمریت آناً فاناً ایک وسیع علاقے میں مکمل غلبہ، استیلاء اور چھاجانے کا نام ہے۔ ہر مخالف، ناقد اور کلمۂ حق کہنے والے کو بلا جواز موت کے گھاٹ اُتار دینا قاہری ہے اور یہ سوچ آمریت، شخصی حکومت اور طویل عرصے صدیوں قائم رہنے والی یونانی اور رومی بادشاہتوں کا جزو لاینفک ہے۔ آج کا مغرب یعنی تہذیب مغرب دو چیزوں کا مرکب ہے یونانی علم الاصنام اور رومی ظالمانہ، بہیمانہ طرزِ حکومت (انٹرنیٹ پر ROMAN TORTURE الفاظ لکھ کر ہر ذی عقل اور ہر ذی شعور سیکولر ذہن کا آدمی مغرب پر اپنے اندھے اعتقاد اور ایمان کو تازہ کرسکتا ہے)۔ رومیوں نے اپنے طویل دورِ حکومت 300 ق م سے لے کر 1453ء تک (جب مسلمانوں کے سلطان محمد فاتح علیہ الرحمہ نے قسطنطنیہ فتح کیا) گیارہ لاکھ آدمی جنگوں کے علاوہ بلا جواز ٹارچر کر کے ہلاک کر دیے گئے [ان ظالم بادشاہوں کی مغرب جس قدر تعریف کرتا ہے (اور بعض مغربی مصنفین اور مشاہیر تو قیاصرہ روم کے دیوانے اور عاشق ہیں جیسے لارڈ میکالے اور یہ شاید خود بھی ایسا ہی ظالم اور درندہ صفت تھا) اب صرف ان رومی و یونانی بادشاہوں کو آج کا نوبل پرائز برائے امن (بعد مرگ) دینا باقی ہے] اسلام کے نقطۂ نظر سے خلافت آدم کے علاوہ ہر نظام انسان کی قاہری، دراصل کافری ہے اور ناقابل قبول ہے۔ بقول علامہ اقبال؎

سکندر و دارا کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انسان کی قبا چاک

مسلمان اپنی تاریخ کے سفاک حاکموں (ازقسم تیمور وغیرہ) پر تنقید کرتے ہیں۔ کاش مغرب بھی سکندر، دارا، قیاصرہ روم پران کے انسان دشمن اور اخلاق دشمن رویوں کی وجہ سے غیر جانبدارانہ تنقید اور تبرا کرسکیں۔

9۔ جب خدا بےزار اور دین دشمن (وحی دشمن) آمر کی حکومت کہیں مستحکم ہو جاتی ہے وہ اپنی حفاظت، ملک کی بقا اور سلطنت کی پائیداری کے لیے اپنے گرد قوانین کا جال بچھا دیتا ہے (کابینہ، سینٹ، اسمبلی، لوکل گورنمنٹ، ناظم، کونسلر وغیرہ) تاکہ عوام کی حاکم اعلیٰ یعنی بادشاہ، راجہ تک رسائی کو راستے میں روکا جاسکے اور بادشاہ کی قاہری کے زیرِ سایہ یہ مقتدر طبقہ (RULING CLASS) عوام کو لوٹتا رہے اور عوام کے ہاتھ کبھی بادشاہ یا حاکم کے گریبان تک نہ پہنچ سکیں۔ یونانی حکمرانوں اور رومی شہنشاہوں کے ایجاد کردہ اس نظام کو آج کا مغرب اپنے مفاد میں جمہوریت کا راگ الاپ کر مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔

10۔ مقتدر بادشاہ، مستحکم حکومت کے عوام کا خون چوسنے اور عوامی وسائل کو لوٹنے کے لیے (نر شاہین کی طرح جو شکار پر وار کرتا ہے) ہر دم تیار ہوتا ہے، وہ مال و دولت کا پجاری ہوتا ہے، وہ اقتدار کا بھوکا ہوتا ہے اور اپنے منصوبے پوشیدہ رکھنے کے لیے بادشاہ اپنے اور عوام کے درمیان کئی خوشنما قانونی دیواریں کھڑی کر دیتا ہے اور عوام میں کچھ باصلاحیت لوگوں کو عہدے دے کر اپنا ترجمان بنا دیتا ہے کہ وہ عوام کو مطمئن رکھ کر حکمران کو قوم کو لوٹنے اور دولت اکٹھی کرنے کے لیے کھلی چھوٹ دے دے۔ عوام کو مساوات کا نعرہ دے کر بے وقوف بنایا جاتا ہے جبکہ حکمران بادشاہ نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنے وزیروں، مشیروں، ارکان سینٹ و اسمبلی کے لیے استثناءات اور مراعات کا دریا بہا دیتے ہیں۔ عوام روٹی کو ترستے ہیں حکمران عیاشیاں کرتے ہیں۔ بقول اقبال 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں ؎

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام؟
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر!

★ اس مصرع یا پورے شعر کے دو امکانی مفہوم نکل سکتے ہیں جو استدلال کے فرق کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہم نے وہ مفہوم لیا ہے جو علامہ اقبال کے مجموعی ذہن اور شاعری سے ہمیں قریب نظر آیا ہے۔

تنظیم اسلامی کا اصل ہدف نفاذ اسلام ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی البتہ ہدف کے حصول کا طریقۂ کار حالات کے مطابق بدل سکتا ہے: ایوب بیگ مرزا

ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کا ہم پر بہت زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں دین کا جامع تصور سکھایا: ڈاکٹر عبدالسمیع

اقامت دین کی جدوجہد ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ اس کے بغیر اندیشہ ہے کہ میری نجات نہ ہو: شجاع الدین شیخ

تنظیم اسلامی: کل اور آج کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: آپ تنظیم اسلامی میں کب شامل ہوئے اور آپ کی تنظیم میں شمولیت کی وجہ کیا بنی؟

شجاع الدین شیخ: تنظیم اسلامی میں میری شمولیت 1998ء میں ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ جب ہم کالج لائف میں تھے تو میرے کزن نے استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا تعارف کرایا تھا۔ 90ء کی دہائی میں جب ڈاکٹر صاحب کراچی تشریف لاتے تھے تو مجھے ان کے پروگراموں میں شرکت کا موقع ملتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ زیادہ تر ان کے ویڈیوز سے استفادے کا موقع ملا۔ اسی دوران دورہ ترجمہ قرآن اور منتخب نصاب سننے کا موقع ملا اور دین کا جامع تصور سمجھ میں آیا کہ ہمارا دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ انگریزی مذہب کی طرح انفرادی زندگی کے چند معاملات تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ایک مکمل پیکج ہے۔ پھر دین اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ اپنی انفرادی زندگی میں فوراً اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کی کوشش کریں البتہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اللہ کی زمین پر اس کے عطا کردہ دین کو نافذ کرنے کی جدوجہد بھی کریں۔ یعنی مسلمان ہونے کے ناطے ہماری تین ذمہ داریاں بنتی ہیں۔ اول کہ خود اللہ کی بندگی اختیار کرو۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝٥٦﴾

"اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔" (الذاریات:56)

اس کے بعد دوسروں کو بھی بندگی کی دعوت دو کیونکہ ختم نبوت کے بعد اب کارِ رسالت کی ذمہ داری امت کے کندھوں پر ہے۔ پھر تیسرے نمبر پر یہ کہ اس دین کو اس زمین پر نافذ کرنے کی جدوجہد کی جائے کیونکہ یہ دین کا ہم سے تقاضا بھی ہے:

﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ﴾ "کہ قائم کرو دین کو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔" (الشوریٰ:13)

یہ باتیں مجھ پر اللہ کی توفیق سے قرآنی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کی سیرت کے بیان سے واضح ہوئیں۔ مزید برآں یہ ملک بھی ہم نے اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے۔ یعنی وطن، قوم اور دین کے اعتبار سے بھی یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ آہستہ آہستہ یہ چیزیں مجھ پر واضح ہوتی چلتی گئیں اور پھر 1998ء میں قرآن اکیڈمی کراچی میں تنظیم اسلامی کا اجتماع ہوا تو الحمدللہ اس میں شرکت بھی ہوئی اور پھر پروگرام کے آخر میں بیعت کرکے تنظیم میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی۔ علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہوئے کہ کامیابی کے حصول کے لیے ہم پر لازم ہے کہ اللہ کے دین کے تقاضوں پر عمل کیا جائے اور ان تقاضوں کے لیے اجتماعیت ضروری ہے۔ میں نے اس اجتماعیت کو اب تک مفید پایا ہے۔ الحمدللہ!

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: آپ تنظیم اسلامی میں کیوں شامل ہوئے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: میں 1974ء میں بی ڈی ایس کا طالب علم تھا۔ ایک دن میں مال روڈ سے گزر رہا تھا کہ وہاں مجھے تلاوت کی آواز آئی اور بہت سی سائیکلیں اور موٹر سائیکلیں بھی کھڑی نظر آئیں۔ اندازہ ہوا کہ کوئی درسِ قرآن شروع ہو رہا ہے۔ میں اپنے ہاسٹل کی طرف جا رہا تھا، ہائی کورٹ کے پاس پہنچا تو مجھے اندر سے آواز آئی کہ تم درس قرآن چھوڑ کے جا رہے ہو۔ میں نے یوٹرن لیا اور مسجد شہداء میں وضو کرکے درس میں بیٹھ گیا۔ سورۃ الاعراف کی ان آیات کا درس ہو رہا تھا:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ﴾ "تو جو لوگ آپ (ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور آپ (ﷺ) کی تعظیم کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے اور پیروی کریں گے اُس نور کی جو آپ ﷺ کے ساتھ نازل کیا جائے گا" (آیت:157)

درس سننے کے بعد ایسا لگا کہ واقعی قرآن مجید آج سمجھ میں آیا اور پہلی دفعہ نبی اکرم ﷺ سے وفاداری کے جو تقاضے ہیں وہ سامنے آئے۔ اس کے بعد میں نے ہفتہ وار درس میں باقاعدگی سے آنا شروع کر دیا۔ درس سن کر ایسے لگتا جیسے میرے اندر کا انسان بول رہا ہو۔ میرے دل میں جو سوالات اٹھ رہے تھے ان سب کا جواب بھی ملتا چلا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں یہی محسوس ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کو قرآن کی بہتر سمجھ ہے جو راستہ یہ سمجھا رہے ہیں وہی دین کا اصل راستہ ہے۔ اور میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں ان کا ساتھ دوں۔ 1975ء میں تنظیم کی تاسیس ہوئی لیکن جس دن تنظیم کا اعلان ہونا تھا اس وقت میں نے محسوس کیا کہ شاید میں تنظیم کی ذمہ داریاں نبھا نہیں سکوں گا لہٰذا میں تاسیسی اجلاس کے تمام پرائمری سیشنز میں شریک ہونے کے باوجود تنظیم میں شامل نہیں ہو سکا۔ کیونکہ والد صاحب کی طرف سے فون آ گیا تھا اور انہوں نے مجھے فیصل آباد بلا لیا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اعلان کیا کہ اب اگلے حصے میں وہی لوگ بیٹھیں گے جو تنظیم میں شمولیت کا فیصلہ کر چکے ہوں۔ جب میں جانے لگا تو ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ "سمیع صاحب! آپ بھی جا رہے ہیں؟" میں نے کہا جی ہاں۔ لیکن اندر دل میں احساس ضرور تھا۔ کیونکہ میں ڈاکٹر صاحب کے

پروگراموں میں بہت اہتمام کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ چنانچہ تنظیم کے پہلے سالانہ اجلاس میں باقاعدہ تنظیم میں شامل ہوا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کے بعد منتخب نصاب کو towards understanding of the Quran کا نام دیا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر منتخب نصاب کو سمجھ لیا جائے تو پورا دین سمجھ میں آجاتا ہے۔ قرآن مجید کے تمام بنیادی مضامین کا خلاصہ اس میں موجود ہے۔

سوال: آپ تنظیم میں کیسے شامل ہوئے؟

ایوب بیگ مرزا: غالباً 60ء کی دہائی کے آخر میں میری رہائش سمن آباد مسجد خضریٰ کے پاس تھی۔ میں وہیں نماز پڑھتا تھا۔ میری عادت ہوتی تھی کہ جمعہ کی نماز میں آغاز میں جاتا تھا تاکہ کچھ وعظ ونصیحت کی باتیں سن سکوں۔ ایک دن میں جمعہ کی نماز کے لیے گھر سے نکلا تو مسجد میں خطبہ شروع ہو چکا تھا آواز بھی نئی تھی۔ میں مسجد میں پہنچتے پہنچتے ڈاکٹر صاحب کی خطابت سے بہت متاثر ہوا۔ بہرحال آغاز یہاں سے ہوا۔ اس کے بعد ان کی تقریریں سنتے رہے۔ لیکن میں ڈاکٹر صاحب سے کبھی ملا نہیں تھا کیونکہ میں سوچ سمجھ کر نہیں ملتا تھا۔ لیکن ایک موقع پر کسی شخص نے ایک ایسے انداز سے بات کی جس کا مطلب یہ نکلتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ یہ بات میرے لیے ایک بم شیل تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً ڈاکٹر صاحب کو ایک خط لکھ دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے اس خط کا ذکر اپنے جمعہ کے خطاب میں کرتے ہوئے کہا کہ کسی صاحب نے مجھے یہ خط لکھا ہے، ان سے گزارش ہے کہ وہ مجھ سے جمعہ کے بعد ملاقات کریں۔ بس یہ ملنا تنظیم میں شمولیت کی بنیاد بن گیا۔ بہرحال میں 1979ء میں تنظیم میں شامل ہوا۔ لیکن میں ابھی تنظیم کی فکر سے بالکل آگاہ نہیں تھا بلکہ میری شمولیت خالصتاً جذباتی تھی۔ تنظیم میں آنے کے بعد فکر کو سمجھا ہے۔

سوال: تنظیم کی جس بنیاد کو سمجھ کر آپ تنظیم میں آئے تھے کیا آج وہ بنیاد موجود ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: میرے خیال میں ابھی وہی بنیاد موجود ہے۔ البتہ الحمدللہ مجھ پر یہ چیز شروع سے ہی واضح تھی کہ میں نے ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کو نہ نبی سمجھا اور نہ معصوم سمجھا۔ انہوں نے قرآن مجید کے ذریعے مجھ پر دین کو واضح کیا، میں نے ان سے رضامند ہو کر تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ نبی اکرم ﷺ پر نبوت ختم ہوئی تو ساتھ ہی معصومیت بھی ختم ہوگئی۔ اہل سنت کا مجموعی طور پر یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی بھی معصوم نہیں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں بھی ڈاکٹر صاحب کا مجھ پر احسان ہے کہ اگر وہ مجھ پر یہ چیزیں واضح نہ کرتے تو شاید میں بھی ان کی عقیدت میں اتنا گرفتار ہو جاتا کہ خواہ زبان سے ان کو نبی نہ بھی کہتا لیکن دل میں ان کو نبی مانتا۔ الحمدللہ میں ڈاکٹر صاحب کا تنظیم پر، اپنے آپ پر اور امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں اپنی ذات کے فریب میں نہیں پھنسایا۔

شجاع الدین شیخ: جس فکر کو سمجھ کر میں نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی تھی آج بھی تنظیم اسی فکر پر کھڑی ہے۔ الحمدللہ! اور علیٰ وجہ البصیرت میں اسی کی دعوت بھی دے رہا ہوں۔ استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے خود ہماری تربیت فرمائی کہ علم اور دلیل کی بنیاد پر اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ ایک ہے تنظیم اسلامی کی اصولی، بنیادی فکر جو استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ نے قرآن وحدیث اور سیرت النبی ﷺ کے دلائل کی روشنی میں ہمیں عطا فرمائی اور ایک یہ ہے کہ امیر تنظیم اسلامی کی کچھ آراء ہوسکتی ہیں۔ جب ڈاکٹر صاحب تنظیم کے امیر تھے تو وہ کچھ سیاسی تجزیے بھی کرتے تھے اور اس حوالے سے واضح طور پر فرماتے تھے کہ تنظیم اسلامی کا رفیق اپنے امیر کے سیاسی تجزیوں سے اختلاف رائے رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح ہماری تنظیم میں حنفی اور اہل حدیث مسلک کے لوگ موجود ہیں۔ اس معاملے میں امیر تنظیم اپنے رفقاء کو یہی کہتے ہیں کہ تم اپنے مسلک میں آزاد ہو۔ ہم نے تنظیم کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تنظیم اسلامی نہ معروف معنوں میں کوئی سیاسی جماعت ہے اور نہ مذہبی فرقہ۔ مختلف مکاتب فکر کے لوگ اس میں شامل بھی ہیں اور شامل ہو بھی سکتے ہیں اور فقہی معاملات میں ان کو آزادی ہے کہ اپنے اپنے مکتب فکر کے علماء سے مسائل معلوم کر کے اپنے مسلک کے مطابق عمل کریں۔ اسی طرح بانی محترم رحمہ اللہ کی تفسیری آراء بھی ہیں اور وہ خود بتاتے تھے کہ کل اگر مجھے پتا چلے کہ میری کوئی رائے اسلاف کی رائے سے ٹکرا رہی ہے تو میں رجوع کرلوں گا۔

> ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس قرآن سن کر پہلی بار معلوم ہوا کہ دین کا جامع تصور کیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے ہم یہی سمجھتے تھے کہ اسلام بس نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج تک محدود ہے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب اقامت دین کی جدوجہد کو فرض عین سمجھتے تھے۔ بعض مواقع پر انہوں نے اس کو نماز کی طرح فرض عین کہا ہے۔ کیا ان کی یہ رائے درست تھی؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے بعض جگہ اقامت دین کی جدوجہد کو بہت زوردار انداز میں فرض عین کہا۔ میری رائے میں جس وقت کسی استاد، کسی مقرر یا کسی عالم کو اپنے شاگردوں میں کوئی بات راسخ کرنی مقصود ہوتی ہے تو پھر اس کے لیے وہ اس طرح کا انداز اپناتا ہے۔ یعنی اس بات میں تاکید کی انتہا ہوتی ہے۔ لیکن جب ڈاکٹر صاحب سے سوال کی صورت میں پوچھا گیا کہ کیا آپ اقامت دین کو اسی طرح فرض عین سمجھتے ہیں جس طرح نماز فرض ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کو فقہی زبان میں فرض عین نہیں سمجھتا لیکن ایمان کا تقاضا ہے کہ آپ اس دینی فریضہ کی اہمیت کو سمجھیں۔ یعنی آپ یوں کہہ سکتے ہیں انہوں نے اس کو ایک دینی فریضہ ضرور کہا لیکن اس کو فقہی زبان میں فرض عین نہیں کہا۔

شجاع الدین شیخ: یہ سوال ڈاکٹر صاحب سے ایک صاحب علم شخصیت نے کیا تھا کہ جب ہم کسی عمل کو فرض قرار دیتے ہیں تو فقہی اعتبار سے فرض کا منکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور جو فرض کو مانتا تو ہے لیکن عمل نہیں کر رہا تو وہ فاسق وفاجر ہے۔ تو اس پر انہوں نے کہ میں اس کو اس طور سے فرض نہیں مانتا بلکہ میں اس کو حقیقی ایمان کا تقاضا مانتا ہوں۔ موجودہ عہد کے ہمارے بعض اہل علم حضرات نے بھی اس کے لیے کہیں کہیں فرض عین کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جن میں سے ایک مولانا زاہد اقبال ہیں، جو مشہور عالم دین ہیں اور کراچی میں جامعۃ الرشید میں استاد بھی رہے۔ ان کی مشہور کتاب ''اسلامی خلافت اور ہماری ذمہ داریاں'' ہے۔ یہ کتاب تنظیم اسلامی کے مکتبوں پر بھی رہی ہے اور ہم نے اپنے شاگردوں کو پڑھائی بھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے بڑی دلچسپ دلیل پیش کی ہے کہ 1924ء میں جب خلافت ختم ہوئی تو اس کے بعد تین دن تک تو اس کو دوبارہ قائم کرنا فرض کفایہ کے درجے میں آتا تھا لیکن اب یہ بحیثیت مجموعی پوری امت کے لیے فرض عین کے درجے میں ہے۔ لیکن ہم فقہی مباحث میں زیادہ نہیں جاتے۔ اس حوالے سے ہماری بہت زیادہ احتیاط ہوتی ہے۔ جیسے پہلے ہمارا ایک تنظیمی کتابچہ ''مذہب اور دین میں فرق'' کے عنوان سے چھپتا تھا کیونکہ ہمارے

نزدیک اسلام ایک مکمل دین ہے جبکہ مذہب کا لفظ کسی ایک مسلک یا فقہ کی نمائندگی کرتا ہے جیسے مذہب حنفی، مذہب شافعی، مذہب مالکی وغیرہ۔ پھر کچھ اہل علم حضرات کے توجہ دلانے پر ہم نے اس کا عنوان بدل کر ’’دین کا جامع تصور‘‘ کردیا۔ اس لیے کہ ایسا نہیں ہے کہ کسی ایک فقہ میں اجتماعی معاملات کے حوالہ سے پورے مسائل بیان نہ کیے گئے ہوں۔ اسی طرح ہم فرض عین کی اصطلاح استعمال نہیں کرتے کیونکہ فقہی مباحث جب کھڑے ہوتے ہیں تو وہاں پر اس کو فقہی تناظر میں defend کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

سوال: آپ اقامت دین کے لیے فرض عین کا لفظ استعمال نہیں کرتے تو اس طرح کہیں اس کی اہمیت تو کم نہیں کرتے؟

شجاع الدین شیخ: سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اقامت دین کی جدوجہد ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ اس کے بغیر اندیشہ ہے کہ میری نجات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باقاعدہ حکم دیا ہے: ﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ ’’کہ قائم کرو دین کو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو‘‘ (الشوریٰ:13) بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر آپ اقامت دین کے لیے فرض عین کی اصطلاح استعمال نہیں کریں گے تو اس کی اہمیت کم ہو جائے گی۔ لیکن مجھے یہ بتائیے کہ ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ کا ترجمہ تو سب کو معلوم ہے۔ اس کے لیے فرض عین کی اصطلاح استعمال کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر بندہ مانتا ہے لیکن اس کے باوجود ہماری اکثریت پنج وقتہ نماز ادا نہیں کر رہی۔ اگر میں نماز کے ساتھ فرض عین کا لفظ add کردوں تو کیا سارے نمازی ہو جائیں گے۔ اسی طرح اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا لازم ہے حتیٰ کہ ہم کہتے ہیں کہ فرض ہے لیکن ہم عین کی اصطلاح اس لیے استعمال نہیں کریں گے کیونکہ اگر اس کو فقہی پیراڈائم میں دیکھا جائے گا تو پھر اس سوال کا جواب ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا۔ البتہ یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ دینی فریضہ ہے۔ قرآن میں اللہ بار بار اس بارے میں ہم سے تقاضا کرتا ہے:
﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ’’اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔‘‘ (المائدہ:44)
﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ’’اور جو فیصلے نہیں کرتے اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے مطابق وہی تو ظالم ہیں۔‘‘ (المائدہ:45)
﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ ’’اور جو لوگ نہیں فیصلے کرتے اللہ کے اُتارے ہوئے احکامات وقوانین کے مطابق، وہی تو فاسق ہیں۔‘‘ (المائدہ:47)

استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ یہ تو اللہ کے فتاویٰ ہیں۔ کیا یہ کم تاکید ہے؟ اسی طرح قرآن میں ارشاد ہوا کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً﴾ ’’اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔‘‘ (البقرہ:208)

اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیت 85 میں ارشاد ہوا کہ: ’’تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟ تو نہیں ہے کوئی سزا اس کی جو یہ حرکت کرے تم میں سے سوائے ذلت و رسوائی کے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے روز وہ لوٹا دیے جائیں گے شدید ترین عذاب کی طرف۔‘‘

ایسے بے شمار واضح دلائل آیاتِ قرآنی اور رسالت مآب ﷺ کی 23 برس کی جدوجہد کی روشنی میں موجود ہیں لہٰذا میرے صرف فرض عین کی اصطلاح استعمال نہ کرنے سے اقامت دین کی تاکید میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع: نبی کریم ﷺ کی متعدد احادیث ایسی ہیں جن میں بعض اعمال پر ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ مثلاً ((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ، وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ)) اب کیا ہمارا کوئی بھی مفتی یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ آپ کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھیں جو وعدہ خلافی کرتا ہو۔ جبکہ اصل میں ان احادیث کی بدولت کسی چیز کی اہمیت واضح کی جاتی ہے۔

سوال: کیا بانی تنظیم اسلامی کی فکر حتمی ہے اور تنظیم کو اس کے مطابق ہی جدوجہد کرنی چاہیے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: اس میں کوئی شک نہیں کہ بانی تنظیم کے ہم پر بہت احسانات ہیں ان کو ہم شمار کر ہی نہیں سکتے۔ انہوں نے ہمیں دین کی طرف متوجہ کیا، سیدھا راستہ دکھایا، قرآن کے ساتھ ہمارا تعلق بنایا۔ لیکن پھر بھی وہ نہ نبی تھے اور نہ معصوم۔ ان کا یہ احسان میں بھلا نہیں سکتا کہ انہوں نے مجھے قرآن مجید کا مدرس بنا دیا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو اپنے ڈینٹل کالج میں خطاب کے لیے بلایا تو میں نے ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا: ڈاکٹر صاحب میرے استاد محترم ہیں۔ ویسے تو یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے لیکن اسباب میں یہ انہی کی وجہ سے ہے کہ میرے جیسا ایک ادنیٰ طالب علم اپنی تمام تر علمی کوتاہیوں بلکہ بے علمی کے باوجود درس قرآن دینے کی جرأت کرتا ہے۔‘‘ کیونکہ ہم تو دنیوی تعلیم میں مصروف تھے لیکن ڈاکٹر صاحب کی وجہ سے ہم مولوی بنے اور اس میں ہمیں بہت عزت ملی۔ میں اپنے پروفیشن میں دیکھتا ہوں تو مجھ سے سینئر ڈاکٹر بھی مجھے استاد جی کہہ کر پکارتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں راستہ دکھایا اور قرآن وسنت کے حوالے سے بتایا۔ لیکن پھر بھی اگر کسی سٹیج پر میں محسوس کروں گا کہ انہوں نے کوئی ایسی بات کہی ہے جو قرآن وسنت سے ہٹ کر ہے تو میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ میں اس سے اعلان براءت کروں۔ دیانتداری کا تقاضا یہی ہے۔ اس سے ان کی عزت واحترام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ میں غیر نبی کو نہ صرف یہ کہ معصوم نہیں سمجھتا بلکہ میں اس کے لزوم کا بھی قائل نہیں ہوں کیونکہ غیر نبی کبھی پرفیکٹ نہیں ہو سکتا۔ غیر نبی سے میں خطا کے امکان کا قائل ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے تنظیم اسلامی کی قرار داد تاسیس میں یہ بات درج کی ہے کہ تنظیم اسلامی الجماعت کے حکم میں ہرگز نہیں کیونکہ الجماعت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں آنا اسلام میں آنا ہے اور اس سے نکلنا اسلام سے نکلنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے امت پر جو بڑے بڑے احسانات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: آپ نے پوچھا کہ کیا بانی تنظیم اسلامی کی تعلیمات حتمی ہیں؟ میرے نزدیک حتمی صرف ایک شے ہوتی ہے اور وہ ہے ہدف۔ ہدف میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہیے، اس میں تبدیلی ناقابل قبول ہے۔ البتہ ہدف کے حصول میں عصری معاملات کو سامنے رکھ کر تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ اس طرح کی کوئی بات امیر کو بھی سمجھ میں آتی ہے تو پھر وہ شوریٰ سے مشورہ کر سکتا ہے۔

شجاع الدین شیخ: ایک ہے اصولی بنیادی فکر، جو کبھی تبدیل نہیں ہوگی کیونکہ وہ فکر تو قرآن وسنت سے حاصل ہوئی ہوتی ہے اور ہدف بھی کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا لیکن اس ہدف تک پہنچنے کے لیے جو طریقہ کار کا معاملہ ہے تو اس کی وضاحت خود ڈاکٹر صاحب نے فرمائی ہے کہ ہمارے سامنے نمونہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کی صورت میں موجود ہے۔ اس کے جو مراحل ہیں ان سے اپنے حالات کو میچ کرتے چلے جائیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے دعوت توحید پیش کی، آپ بھی دعوت توحید پیش کریں۔ البتہ فرق یہ ہوگا کہ وہ دعوت توحید کفار کے لیے تھی اور یہ دعوت توحید ماننے والوں کے لیے ہوگی۔ لہٰذا اب ہم نے (باقی صفحہ 13 پر)

حذر اے چیرہ دستاں!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

جہاں مسلسل عدالتی احکامات جاری ہوکر بہت کچھ زیروزبر کررہے ہیں، انہی میں سے ایک سابق وزیراعظم شوکت عزیز کے ناقابل ضمانت وارنٹ بھی جاری ہوئے ہیں۔ جب ملک لوٹ رہے ہوتے ہیں تو مکمل غض بصر فرمایا جاتا ہے۔ جب جہاز پاکستان کی سرزمین سے ایسوں کو لے اڑتا ہے تو عوام کی اشک شوئی کے لیے ''ٹھہرو میں اسے پھینٹی لگاتا ہوں'' نوعیت کے مزاحیہ اقدامات ہوتے ہیں۔ ہماری درآمدات میں سب سے بڑی درآمد باہر سے پال پوس کر بھیجے جانے والے شوکت عزیز (المعروف بہ پلاسٹک کے وزیراعظم) نما اہل کار اور حکمران ہوتے ہیں۔ محمد علی بوگرہ، امریکہ سے لاکر بٹھائے گئے تھے۔ اس دن سے آج تک مسلسل ہماری دسترس سے باہر، ایسے بہت سے آئے گئے۔ عاطف میاں بھی تُلے بیٹھے تھے کہ عوام نے رنگ میں بھنگ ڈال دیا۔ کچھ یہاں کے پلے بڑھے اپنے دام لگوا کر وہی کام کرلیا کرتے ہیں، پرویز مشرف جیسے۔ پھر وہ یہاں ہوں یا وہاں، عوام اور عدالتوں، اداروں کی پہنچ سے باہر ہوتے ہیں۔ تاہم عوام کا پیسہ ہو یا ان کی حق تلفی، بہت زہریلی ہوتی ہے۔ بھوک اور ظلم کی کراہیں، غموں کی تپش ظالموں کی رگوں میں اتر جایا کرتی ہے۔

پرویز مشرف کو دیکھیے، ہولناک عبرت انگیز انجام ہے۔ پناہ بخدا۔ کینسر سے زیادہ تکلیف دہ بیماری Amyloidosis کا شکار ہو چکا ہے، جس میں ایک غیر معمولی لحمیہ (Abnormal Protein) ہڈی کے گودے میں پیدا ہوکر مختلف اعضا پر حملہ آور ہوتا ہے۔ دل، گردے، جگر، اعصابی نظام، انتڑیاں، معدہ، کہیں بھی جمع ہوکر اس عضو کی کارکردگی مشکل بنا دیتا ہے۔ یہ مہلک بیماری شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ (ہم اللہ سے پناہ اور عافیت طلب کرتے ہیں) پاکستان، ایک ایٹمی قوت، امت مسلمہ کا گلِ سرسبد پاکستان 2001ء کے بعد مشرف کے ہاتھوں اپنی آزادی، خودمختاری، نظریہ، مقصدِ وجود کھو کر امریکہ کے قدموں میں لاڈالا گیا۔ بس پھر ڈالروں کے عوض ملی غیرت، تہذیب واقدار، عورت اور اس کا مقام، ایمان، انصاف، نظام تعلیم سبھی کچھ بکا۔ پورے ملک کا نقشہ بدل گیا۔ کشکول بڑا ہوتا گیا، معیشت کھوکھلی ہوتی گئی۔ صنعتیں اجڑ گئیں۔ پانی دریاؤں اور دیدوں دونوں کا خشک ہوگیا۔ اسلام اور ایمان، شعائر اللہ کا نیا نام ''دہشت گردی'' قرار پایا۔ صحابہؓ کی اولاد کو ہم نے دہشت گردی کے نام پر امریکہ کے ہاتھ 5 ہزار ڈالر فی کس بیچ کر گوانتاناموزندان کو آباد کیا۔ ملک امریکہ کے آگے اپنی خودمختاری بیچ کر سرحدیں پامال کرواتا رہا۔ سرحدیں اپنی بکارت کھو بیٹھیں۔ 400 ڈرون حملوں نے ہماری آبادی کے بخیئے ادھیڑے۔ عافیہ اور لال مسجد کی آہیں کراہیں اس پر مستزاد۔

یہ دنیا میں مکافات عمل ہے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو تو لرزا کر رکھ دینے کو کافی ہے۔ ابھی آخرت باقی ہے، جولامنتہا ہے۔ جو قبر کے گڑھے کی تنہائی سے شروع ہوکر روز قیامت تک کی جیتی جاگتی ایک دنیا کا نام ہے۔ اللہ کی عدالت میں پیشی، رازوں سے پردہ اٹھنے، گواہ کھڑے ہونے، ہاتھوں پیروں جسم کی کھالوں تک کی گواہی آگے مزید ہے۔ ساری خلقت کے سامنے حقائق کھلنے (سکرینوں پر چلنے) مہربلب، مالک یوم الدین سے فیصلہ سننے کی کہانی قرآن کے صفحے صفحے پر واشگاف درج ہے: ''اور قیامت کے روز ہم ایک نوشتہ اس کے لیے نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔ (کہا جائے گا) پڑھ اپنا نامۂ اعمال، آج اپنا حساب لگانے کے لیے تو خود ہی کافی ہے۔'' (بنی اسرائیل 14-13) ''تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔'' (بنی اسرائیل:17) ''لو دیکھ لو، آ گئے نا تم ہمارے پاس اسی طرح جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمہارے لیے کوئی وعدے کا وقت مقرر ہی نہیں کیا ہے۔ اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتاب زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہوگئی ہو۔ جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ذرا ظلم نہ کرے گا۔'' (الکہف: 48، 49)

دنیا میں بینک اکاؤنٹ اور ان کی کتابیں (چیک بک) جانچتے پرکھتے سنبھالتے بڑھاتے گزر رہی ہے۔ جو کھاتہ عنداللہ کھل رہا ہے اس کی خبر نہیں! دنیا کی اٹکل پچو کارروائیوں کی فکر اور بچ نکلنے کے ہتھکنڈے تو ہیں۔ آخرت کے شفاف حساب اور بے لاگ عدل کا علم ہی نہیں! جہاں کے لیے علم والے لرزتے ترستے اور راتوں کو داڑھیاں تر کرتے روتے ہیں، خصوصاً جو مناصب پر ہوں۔ خواہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لیے کہ وہ اپنے (حج اور عمرے والے) باپ ابراہیم علیہ السلام کا خوف سے لرزنا دیکھ چکے ہیں: ''(یااللہ!) مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جب کہ لوگ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔ جب نہ کوئی مال فائدہ دے گا نہ اولاد، بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے اللہ کے حضور حاضر ہو۔'' (الشعراء: 87 تا 89) وہ ابراہیمؑ جو 17 انبیاء کے باپ اور اللہ کے دو گھروں سے نسبت کے حامل ہیں، مسجد الحرام اور بیت المقدس! جو معراج پر بیت معمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ وہ اس دن کی رسوائی سے لرزاں و ترساں ہیں۔

یہ صرف پرویز مشرف نہیں، پوری قوم آخرت پر ایمان گنوا بیٹھی ہے۔ ورنہ آج ہمارا یہ حال حشر نہ ہوتا۔ سیکولرازم کے زہریلے پودوں کی کاشت کی کوکھ سے قلب و ذہن پر میڈیا اور تعلیم کے ذریعے جو حملے ہوئے، اس کا نتیجہ زینب جیسی پھول کلی کا سفاک قاتل عمران پیدا ہوا۔ مسلمان گھروں سے بھینسے، موچی) بلاگرز (نما گستاخان رسالت ﷺ وشریعت پیدا ہوئے۔ ختم نبوت پر پے در پے حملے ہوئے۔ یہاں تک کہ اب اعلیٰ تعلیم کی شاہکار لمز یونیورسٹی کا پروفیسرز اور لڑکے لڑکیوں کا وفد چناب نگر (ربوہ) کے دورے پر گیا ہے۔ طلبہ کے عقیدے پر حملہ، شکوک وشبہات کے وائرس سے گمراہیوں کی وبا پھیلانے کا یہ سامان کیا گیا۔ ڈنکے کی چوٹ (ربوہ ٹائمز 15 اکتوبر 2018ء رپورٹ اور وڈیو) لمز یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر تیمور رحمان وفد لے کر گئے ہیں یہ ''رنگ'' کے نام سے ایک پراجیکٹ چلا رہے ہیں، جو بظاہر'' امن، برداشت'' کے نام پر طالب علموں کو اکٹھا کیے ہوئے ہے۔ خودموصوف ایک بینڈ لال کا مرکزی گویا اور کمیونسٹ مزدور کسان پارٹی کا رکن ہے۔ ان حضرات نے قادیانیوں سے اظہار یکجہتی کے لیے اس تفریحی دورے (اسلام اور ختم نبوت سے کھیلنے، تفریح کرنے کو؟) کا اہتمام کیا۔

آئین کی واضح خلاف ورزی میں قادیانیت کو تقویت دینے کا یہ دورہ 20 کروڑ مسلمانوں کے جذبات اور ملکی قانون و دستور سے کھلواڑ ہے۔ پس منظر میں گایا جا رہا ہے: ''ہم محکوموں کے پاؤں تلے یہ دھرتی دھڑ دھڑ دھڑکے گی......'' یہ کیا پیغام ہے؟ عاطف میاں اور توہین رسالت پر مزید ترمیم لاگو کرنے کے شوشے کے بعد یہ نیا انتشار پھیلانے کا سامان ہے۔ اس کا سخت نوٹس لیا جانا لازم ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے یہ شاخسانے دیکھیے۔ (یہ حضرت 2002ء سے لمز میں پڑھا رہے ہیں۔ کیا کیا گمراہی نہ پھیلائی ہوگی!)

ایسے میں مدارس کو قومی نظام تعلیم کے اس دھارے میں لا بہانے کے جو انتظامات کیے جا رہے ہیں وہ قوم کے تعلیمی تابوت کا آخری کیل ثابت ہوگا۔ قومی زبان، ہمارا نظریۂ حیات، ہمارا مقصدِ وجود، سیرت و کردار، صبر و قناعت، للّٰہیت اور دین سے وابستگی، اللہ کے غضب کے سامنے عفو و درگزر کے لیے سجدہ گاہیں تر کرنے والی کچھ پیشانیاں اگر ہیں تو مدارس کی تعلیم کے صدقے۔ ورنہ ہمارا کون سا عمل ہے جو عنداللہ ہمیں باقی رکھنے کا جواز فراہم کرے؟ کرپشن کا ناسور، بے حیائی کا طوفان، سودی نظام کی بدولت اللہ رسول ﷺ سے جنگ مول لینا؟ کفر سے اتحاد میں افغانستان کی سوداگری؟ آج امریکہ کس حال میں ہے؟ افغانستان میں پانسہ پلٹ چکا! ان شاء اللہ اس پر آئندہ سہی۔ غرض یہ کہ کہاں تک سنو گے! یہ لامنتہا داستان ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کا غم گسار، پشت پناہ پاکستان، آج کشمیر تک کی دادرسی کے قابل نہیں جو اس کا جزو بدن ہے۔ غزہ میں برستے ظلم کے شعلوں پر پانی کا ایک چھینٹا دینے کے لائق نہیں۔ شام کی تباہی کا تماشا بین ہے۔ پہاڑوں سے اونچی، سمندروں سے گہری چین دوستی ہے لیکن چینی (اڑھائی کروڑ) مسلمانوں پر ورلڈ میڈیا میں آنے والی مذہبی جبر اور ایذا رسانی کی رپورٹوں پر اُف کرنے کا روادار نہیں۔ امریکہ کے ہاتھ کے ڈالر اور چینی یوآن ہمارے مونہوں پر مہر لگائے ہوئے ہیں۔ پوری مسلم دنیا کو تسبیح ٹوپی جائے نماز فراہم کر کے، حلال فوڈ بیچ کر دام کھرے کرنے والا چین اپنے ہاں مسلمانوں کو خنزیر اور شراب پر مجبور کر رہا ہے۔ حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں! ہم گونگے کا گڑ کھا کر گونگے شیطان بنے بیٹھے ہیں۔

سننے سمجھنے کو کوئی تیار نہ تھا
حالانکہ ہم نے شور مچایا بھی کم نہیں

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکز دارالاسلام میں جمعرات (11 اکتوبر) کو صبح 9:00 بجے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ 12 اکتوبر کو بعد نمازِ مغرب حلقہ لاہور شرقی کے تحت مسجد و مکتب خدام القرآن، والٹن میں منعقدہ قرآن فہمی کورس کے اختتام پر کورس کے شرکاء میں اسناد تقسیم کیں اور خطاب فرمایا۔ ہفتہ (13 اکتوبر) کو دارالاسلام مرکز میں جاری مدرسین کورس میں لیکچرز دیے۔ اتوار (14 اکتوبر) کو تنظیم کی ملک گیر مہم ''ریاست مدینہ'' کے حوالے سے ایوانِ اقبال لاہور میں منعقد ہونے والے سیمینار کی صدارت فرمائی۔ پروگرام کے اختتام پر مہمان مقررین اور شرکاءِ سیمینار کا شکریہ ادا کیا۔ تمام مقررین پروگرام کے آغاز سے قبل تشریف لائے۔ امیر محترم نے سیمینار کے منتظمین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ سوموار (15 اکتوبر) قریباً 10:30 بجے تا 02:30 بجے دارالاسلام مرکز میں شعبۂ تعلیم و تربیت کے ذمہ داران سے میٹنگ کی۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ بھی شریک رہے۔ منگل (16 اکتوبر) کو حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم ''لاہور شمالی'' کے رفقاء سے محترم عبدالرزاق کے گھر پرون پورہ میں ملاقات کی۔ نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر امتیاز احمد بھی ہمراہ تھے۔ مقامی امیر نے اپنے نقباء و معاونین کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں نئے رفقاء کا امیر محترم سے تعارف کروایا گیا۔ امیر محترم کے استفسار پر چار معاونین نے بتایا کہ تنظیم سے ان کا تعارف دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران ہوا۔ سوال و جواب کی بھرپور نشست کے بعد امیر محترم نے رفقاء سے مختصر خطاب فرمایا۔

بقیہ: زمانہ گواہ ہے

ماننے والوں کے لیے توحید کے تقاضوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے دور میں قتال فی سبیل اللہ کا معاملہ تھا لیکن آج ہم اپنے ماحول میں یہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے سامنے سب مسلمان ہیں۔ چنانچہ حالات کی تبدیلی کی وجہ سے شریعت کے احکامات میں فرق آ جاتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ اقامت دین کے لیے انتخابات کا راستہ اختیار کرنا حرام ہے بلکہ وہ کہتے تھے کہ یہاں اس راستے سے اسلام نہیں آ سکتا۔ چنانچہ حالات کی تبدیلی سے حکم کا بدلنا شرعی قاعدہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ کل حالات بدلیں تو ہم اپنے طریقہ کار کے حوالے سے جہاں محسوس کریں کہ یہ زیادہ feasable ہے اور مزاج دین سے مطابقت بھی رکھتا ہے تو ہم اس کو اختیار کریں گے۔

سوال: تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لیے کس قسم کی بیعت کی جاتی ہے؟

شجاع الدین شیخ: تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لیے شخصی بیعت ہے۔ اس کے لیے دلائل ہمیں کتاب و سنت سے، خلفائے راشدین کی زندگی سے اور امت کے اسلاف سے میسر آتے ہیں۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ہمارے دین کا مزاج یہ ہے کہ کسی بھی اجتماعیت کے قائم ہونے کے لیے ہمیں شخصی بیعت کا تصور ہی دکھائی دیتا ہے۔ ہمارے دین کا مزاج دستوری بیعت والا نہیں ہے کیونکہ دستور کا طریقہ ہمیں ویسٹ سے ملا ہے اور یہ ہمارے دینی مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ سیرت النبی ﷺ کو سامنے رکھیں تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی حالانکہ آپ ﷺ کو تو بیعت لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ جو آپ ﷺ کو رسول مانے گا اس پر آپ ﷺ کی اطاعت فرض تھی انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے بیعت لی کیونکہ آپ ﷺ پوری امت کے لیے اسوہ ہیں۔

سوال: شخصی بیعت کا کیا تقاضا ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: دستوری اور شخصی بیعت میں بنیادی فرق ہے۔ دستوری بیعت دستور کے ساتھ ہوتی ہے جس کا مطلب ہوتا ہے دستور کے ساتھ وفاداری۔ لہٰذا ایسی جماعت میں جو دستور کے حلف کی بنیاد پر بنی ہو اس میں حلف اُٹھانے والے اس کے ارکان ہوتے ہیں۔ یعنی وہ سب کے سب اس جماعت کے ستون ہیں اور ان کے اوپر وہ جماعت کھڑی ہے۔ لہٰذا مقامی امیر سے لے کر امیر جماعت تک کو وہ خود چنتے ہیں۔ بانی محترم رحمہ اللہ نے ہمیں ممبر نہیں کہا بلکہ رفقاء کہا یعنی امیر کے رفقاء۔ امیر ایک بینر لے کر کھڑا ہوتا ہے کہ میں اولاً پاکستان میں اور پھر پوری دنیا میں دین کو نافذ کرنے کے لیے میدان میں آ رہا ہوں کون میرا ساتھ دیتا ہے۔ تو ہم سب نے اولاً بانی تنظیم رحمہ اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد حافظ عاکف سعید صاحب کے ہاتھ میں ہم نے ہاتھ دیا کہ ہم آپ پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ (جاری ہے)

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ریشمی رومال تحریک: مغربی صحافی کے مضمون کا جواب

(2)

ڈاکٹر محمد جاوید

(گزشتہ سے پیوستہ)

1914ء میں تحریک ریشمی رومال انگریز سامراج کے خلاف ہندوستان کی آزادی کی چلنے والی ایک قومی تحریک کا حصہ اور تسلسل تھی، اس تحریک کا بنیادی منصوبہ یہ تھا کہ باہر سے انگریزی حکومت کے خلاف جنگ اسلامی ممالک کی طاقت سے اور انگریزوں کے دشمنوں کی مدد سے شروع کرائی جائے اور اندرونی طور پر منظم طور انگریزی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائیں جائیں اور اسے ہندوستان کی سرزمین سے نکال باہر کیا جائے۔ یقیناً اس وقت عبیداللہ سندھی اور ان کے رفقاء کے ذہنوں میں اسلامی دنیا سے مدد اور ان کی حمایت کی خوش فہمی تھی جو بعد ازاں ختم ہوگئی اور انہوں نے مستقبل میں ایسی کسی خوش فہمی کو پالنے کی سختی سے ممانعت کر دی۔

اگرچہ کہ اس تحریک میں قائدانہ کردار ادا کرنے والے علماء کا تعلق مدرسہ دیوبند سے تھا لیکن اس میں یونیورسٹی اور کالجز کے طلباء اور دیگر دینی مراکز اور مکاتب فکر کے علماء و افراد بھی شریک جدوجہد رہے، انہوں نے وطن کی آزادی کے لیے اپنی جانوں اور مالوں کی بے شمار قربانیاں دیں، اگرچہ کہ ان کی تحریک اسلامی عقائد کی بنیاد پر آزادی کے مقصد پر جدوجہد کر رہی تھی، لیکن انہوں نے اپنے ہندو بھائیوں سے بھی شانہ بشانہ مل کر آزادی کے لیے کام کیا۔

اوون بینیٹ جونز نے جب عبیداللہ سندھی کا کابل کے حوالے سے ذکر کیا تو ان کی کابل میں ان تحریکی سرگرمیوں کو قابل اعتنا نہیں سمجھا جس میں انہوں نے ہندو لیڈر راجہ مہندر پرتاب کی سرگرمیوں میں ان کا ساتھ دیا اور کابل میں صوبائی حکومت بنانے میں ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ یہ ایک پہلا موقع تھا جب کٹر ہندو اور انتہائی مذہبی مسلمان اپنے وطن کی آزادی کے لیے ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہوئے۔

دونوں نے چار سال تک آزادی کے لیے مل کر کام کیا، حکومت موقتہ ہند Provisional Government کے وزیر اعظم برکت اللہ کے ہندو نیشنلسٹس لیڈروں سے انتہائی گہرے تعلقات تھے، انہوں نے قومی آزادی کے مشترکہ مقصد کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہی وہ کاوشیں اور جدوجہد تھی کہ آج بھی ہندوستان کی حکومت اس تحریک کو قومی آزادی کی تحریک کے طور پہ مناتی ہے اور اسے اسی تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ لیکن افسوس کہ سامراجی سوچ کا حامل متعصبانہ طرز فکر آج بھی انگریزی صحافیوں میں موجود ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے مرکز دہلی سے شروع ہونے والی سیاسی تحریک کوئی مذہبی جنونیوں کی تحریک نہ تھی بلکہ اسلامی فکر کی تجدید اور ایک نئے اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ سیاسی اور معاشی نظاموں کی طرف رہنمائی کی علمی اور عقلی تحریک تھی۔ اسی تحریک کے عسکری صلاحیت کے حامل گروپوں نے وقت کے تقاضوں کے مطابق وطن کی آزادی کی خاطر قابض سامراجی طاقت کے خلاف بے دریغ قربانیوں کی تاریخ رقم کی ہے۔ لیکن دوسری طرف علمی اور فکری سطح پہ بھی کام ہوا ہے، اس تحریک نے وقت کے ساتھ ساتھ علمی و عقلی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ اب اس پوری تحریک کو مذہبی جنونیت کی نمائندہ قرار دینا تاریخی حقیقت کو مسخ کرنے کے برابر ہوگا۔ علی گڑھ کی ترقی پسند تحریک ہو یا دیوبند کی مزاحمتی تحریک دونوں کا مرکز شاہ ولی اللہ کا فکر ہی تھا۔ عبیداللہ سندھی کے بقول آخری شکست سے پہلے ہی دہلی کے مفتوح ہونے پر یہ تحریک منتشر ہو کر دو حصوں میں بٹ گئی تھی۔

1۔ علی گڑھ پارٹی کو آپریٹو (co operative) سرسید اس کے لیڈر تھے۔

2۔ دیوبند نان کو آپریٹو (non co operative) مولانا قاسم اور مولانا محمود الحسن اس کے حامل تھے۔ (خطبات ومقالات مولانا عبیداللہ سندھی ص 162 سے 163)

عبیداللہ سندھی گذشتہ تحریک کی جدوجہد کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ انقلاب 1857ء کے بعد مسلمانان ہند کی اندرونی طاقت دو حصوں میں منقسم ہوگئی، ایک کا مرکز علی گڑھ بنا اور دوسری کا مرکز دیوبند قرار پایا علی گڑھ نے مسلم لیگ پیدا کی اور یہ اس کی سیاست کی آئینہ دار ہے۔ دیوبند نے جمعیۃ العلماء ہند پیدا کی اور اس کی سیاست اس جماعت کی شکل میں پڑھی جا سکتی ہے اب یہ دونوں تحریکیں رک گئی ہیں اور مسلمانوں کی کشتی ساحل مراد تک نہیں پہنچ سکی۔ (ایضاً ص 182)

مزید لکھتے ہیں کہ اب یہ سکیم فیل ہوگئی تو مولانا محمود الحسن نے مستقبل کے بارے میں چند اشارات دیے، لہٰذا میں اب اپنی ذمہ داری پر تحریک کا تیسرا دور چلانا چاہتا ہوں۔

عبیداللہ سندھی کے شاگرد پروفیسر سرور تحریر کرتے ہیں کہ ''شاہ ولی اللہؒ ہندوستان کے اسلامی علم وفکر کے جس دور کے فاتح تھے شیخ الہند مولانا محمود الحسن اس کے خاتم ہیں اور اب اس نئے دور کے فاتح مولانا عبیداللہ سندھی ہیں مولانا نئے فلسفہ وحکمت کو پڑھتے اور اسے آزمانے کی دعوت دیتے ہیں، (مولانا عبید اللہ سندھی: افادات و ملفوظات ص 332)

اب شاہ ولی اللہؒ کی سیاسی تحریک کے نئے دور کے سرخیل عبیداللہ سندھی ہیں، وہ اس نئے دور کی حکمت عملی کے بارے میں کیا کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں: ''میں برطانیہ سے لڑنے والی طاقتوں کے ساتھ شریک رہ چکا ہوں، اس وقت مذہبی نقطہ نظر سے میں اسے اپنا فرض سمجھتا تھا، ہم اس جنگ میں شکست کھا گئے مگر اپنے مذہبی فیصلہ کی صحت کا اب بھی یقین رکھتے ہیں۔ (خطبات ومقالات مولانا عبیداللہ سندھی ص 324 سے 325)

اس نئے دور میں عبیداللہ سندھی نے عدم تشدد کو اپنی تحریک کی بنیاد بنا دیا۔ وہ بیان کرتے ہیں:

(1) ہم نے اپنے اندر لڑائی لڑ کر آزادی حاصل کرنے کی طاقت نہ دیکھ کر عدم تشدد کو قبول کیا۔

(2) ہم کسی بیرونی طاقت کے اشتراک سے آزادی

حاصل کرنے کے روادار نہیں ہیں۔

ہمارے خیال میں عدم تشدد کی پابندی سے وہی آزادی حاصل ہوسکتی ہے جو بالتدریج ہو اس سے پہلے ڈومینین اسٹیٹس کے درجے کا ہوم رول ہوگا اور کافی زمانے تک ہند برٹش کامن ویلتھ کے اندر رہے گا اس کے بعد سمجھوتے سے خارجی اور حربی اختیارات منتقل ہوں گے ان اختیارات پر پورا قبضہ حاصل ہونے کے بعد کامل آزادی کا لفظ اصلی معنی میں صادق آتا ہے، عدم تشدد کی پابندی سے یہ درجہ حاصل کر لینا اہل ہند کی عقل مندی اور برطانیہ کی مصلحت شناسی سے دور نہیں، اس امکان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے عدم تشدد کو اپنے پروگرام میں قبول کر لیا۔ ہمارا خیال ہے کہ کامل آزادی حاصل ہونے کے بعد بھی کافی عرصے تک ہندوستان برطانیہ کا حلیف بن کر رہے گا اور حکمران قوت کے ساتھ سمجھوتے سے مدارج طے کیے جائیں گے۔ ہم نے عدم تشدد کو اس کے لوازم کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد قبول کیا ہے ہمیں اپنی اس کمزوری کے اظہار میں مسرت محسوس ہوتی ہے، کیونکہ ہم سیاسی جہل وغرور میں مبتلا رہنا جرم عظیم سمجھتے ہیں۔ (ایضاً، ص 272 سے 273)

گویا عصر حاضر میں اگر کوئی گروہ شاہ ولی اللہؒ کی اس تحریک کے تسلسل کو آگے بڑھانا چاہتا ہے، یا اس سے تعلق استوار رکھنا چاہتا ہے تو اسے عبید اللہ سندھی کو اس دور کی حکمت عملی کا امام ماننا پڑے گا۔ ایسی کوئی بھی تحریک جو اس دور میں کسی بھی سطح کی مسلح جدوجہد میں شامل ہے یا ایسے نظریات کا پرچار کرتی ہے وہ سیاسی جہل وغرور میں مبتلا ہے اس کا کسی بھی سطح پہ کوئی بھی تعلق تحریک ریشمی رومال کے اکابر کے نظریات سے نہیں ہے۔

اب اگر موجودہ دور کی جہادی تحریکات کا تجزیہ کیا جائے تو ان تمام تحریکوں کے تانے بانے مغربی ممالک کی ایجنسیوں اور ان کے سیاسی مراکز سے جڑے ہوئے ہیں۔ نائن الیون کے واقعات ہوں یا دنیا بھر میں اسلام کے نام پہ بننے والے مختلف مسلح گروپس، یا مشرق وسطیٰ میں انسانوں کے قاتل گروپس جو اسلام کا نام استعمال کر رہے ہوں ان سب کا تاریخی تسلسل یہ بتاتا ہے کہ انہیں نظریاتی اور مالی سپورٹ بہم پہنچانے والے اوون بینیٹ جونز ہی کے ہم وطن سیاسی بازی گر اور خفیہ ادارے ہیں۔ ذرا سا سوویت یونین کے خلاف جنگ کے زمانے کا تجزیہ کیا جائے تو اس حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہے، سوشلزم کے خلاف ایک بہترین ہتھیار کے طور پہ اسلام کو بھرپور طریقے سے استعمال میں کون لایا؟ سوویت جنگ میں کروڑوں ڈالر خرچ کرنے والی خفیہ ایجنسی نے کس کس مد میں یہ رقم خرچ کی، کس طرح سے پاکستان میں اور مشرق وسطیٰ میں جہادیوں کی فصلیں بوئی گئیں، اور انہیں اپنے اپنے وقت پہ کاشت کیا گیا، کتب خانے بنائے گئے، مصنفین تیار کیے گئے، ''خدا بچاؤ'' کے نام سے مسلح تحریکوں کے لیے تربیتی مراکز بنائے گئے، تاریخ نے یہ منظر بھی دیکھا کہ وہی مغربی سیاست دان جو آج اسلامی جنونیت سے خوف کھاتے ہیں وہی افغانستان میں مشرق وسطیٰ اور پورے ہندوستان سے تیار کیے گئے کرائے کے جہادیوں کے ساتھ مل کر اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے تھے۔

اوون بینیٹ جونز یہ سمجھنا بھول گئے کہ وہی تبلیغ جو ایک وقت میں انگریز سامراج کے خلاف سرحدی علاقوں میں ہو رہی تھی، اور ان کے اقتدار کے لیے خطرہ بن گئی تھی، اب اسے امریکی خفیہ ایجنسیوں اور مالی امداد نے پھر سے اپنے جنگی ہتھیار کے طور پہ پاکستان اور افغانستان کے قبائلی علاقوں میں اس طرح رواج دیا کہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہوگیا۔

اسی طرح اکیسویں صدی کی سامراجی قوتوں نے پہلے خود مروجہ جہادی کلچر کو تخلیق کیا، اس مقصد کے لیے نام نہاد مولویوں کی فیکٹریاں اور لٹریچر کے کارخانے لگائے گئے، جہادی کلچر کو نئے نئے عنوانات سے متعارف کروایا گیا، اس کے لیے خاص طور پہ اپنی آلہ کار حکومتوں اور ایجنسیوں کو استعمال کیا گیا، میڈیا کی طاقت سے مقدس بنایا اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا، مجاہد قرار دیا اور پھر جب سوویت یونین بکھر گیا تو پھر عالمی سامراجی سیاسی اور خفیہ مراکز نے اپنا ایجنڈا بدل دیا، راتوں رات وہی مجاہدین دہشت گرد، بنیاد پرست مذہبی جنونی بن گئے۔ اب ساری دنیا کو ان ہی گروپوں کے خلاف جنگ کے نام پہ مشرق وسطیٰ کے ممالک اور افغانستان پر فوجی مداخلت شروع کی اور ان ممالک کو سیاسی، معاشی طور پہ تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا۔ اور ان کے معدنی وسائل پر کنٹرول حاصل کر لیا۔

اوون بینیٹ جونز کو تو مروجہ جہادی کلچر ریشمی رومال تحریک کے درمیان تو تعلق نظر آ گیا، لیکن اسے اتنی زحمت نہیں ہوئی کہ وہ کم از کم مروجہ جہادیوں کے کارسازوں کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل کر سکتے۔

کسی بھی مزاحمتی تحریک میں مذہب کا نام آتے ہی خصوصاً مغربی اہل سیاست کو یہ موقع مل جاتا ہے کہ وہ اسے مذہبی جنونیت اور انتہا پسندی سے تعبیر کریں۔ ہر سیاسی جدوجہد کے پیچھے کوئی نظریہ ضرور کارفرما ہوتا ہے جیسے سوشلزم کے علمبرداروں نے نہ صرف عظیم قربانیاں دیں بلکہ لاکھوں مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارا، اسی طرح سے سرمایہ داریت کے پیروکاروں نے اپنے معاشی واقتصادی استحصالی نظریئے کی بدولت دنیا کے حصے بخرے کیے، قوموں کو تباہ وبرباد کیا، کروڑوں انسانوں کو ذلت، غربت و افلاس کی زندگی میں دھکیلا اور دھکیل رہے ہیں۔ اب ان سب کا طریقہ واردات مختلف ہوسکتا ہے لیکن سب اپنے اپنے سیاسی واقتصادی مقاصد کے لیے سرگرم رہتے ہیں، لیکن جب اسلام کا نام آتا ہے سب کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دہشت گردی، انتہا پسندی، جنونیت نہ جانے کن کن القابات سے نوازا جاتا ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ جو سیاسی تحریک یا پبلک کو متحرک کرنے کا نظریاتی آلہ سوشلسٹ استعمال کرتے ہیں یا سرمایہ دار کرتے ہیں اسی طرح کا اسلامی عقائد ونظریات کا آلہ اس کی سیاسی تحریک کے علمبردار استعمال کرتے ہیں۔ اس میں اتنی پریشانی یا خوف کیوں ہے؟ ہر قوم کا یہ بنیادی انسانی حق ہے کہ وہ اپنے خاص نظریات وعقائد کی روشنی میں سیاسی حکمرانی کے لیے جدوجہد کرے۔ ❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ ہاشمی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 32 سال، تعلیم نیٹ ورک انجینئر، ملازمت سعودی عرب کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ گوجرانوالہ، گجرات، لاہور، سرگودھا کے رہائشی فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0342-8629525

☆ ہومیوپیتھک ڈاکٹر خاتون، عمر 38، طلاق یافتہ، کے لیے دینی مزاج کے حامل مرد کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4070247

☆ ہاشمی فیملی کی باپردہ، نیک سیرت، 2 بیٹیاں عمر 29 سال، تعلیم بی اے، بی ایڈ، قد 5 فٹ 2 انچ ...... عمر 26 سال، تعلیم بی ایل آئی ایس، قد 5 فٹ 3 انچ، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ گوجرانوالہ، گجرات، لاہور، سرگودھا کے رہائشی قابل ترجیح

برائے رابطہ: 0342-8629525

امیر حلقہ ملتان کا وکلاء بار سے خطاب

امیر حلقہ محمد طاہر خاکوانی نے وکلاء بار کونسل ملتان میں 25 فروری کو خطاب کیا۔انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ عدل وانصاف کرنے والے قیامت کے دن نور کے ممبروں پر بیٹھیں گے۔کسی انسان کو تعلقات، ذاتی پسند ناپسند یا کسی سے مرعوب ہو کر یا کسی کی دشمنی پر عدل کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔عدل کی شمع روشن کر کے مظلوم کی بددعا سے بچو۔فیصلوں میں تاخیری حربے نہیں ہونے چاہئیں۔جب لوگوں کے حقوق غصب ہوتے ہیں تو انتشار اور غم وغصہ پیدا ہوتا ہے۔انہوں نے گاندھی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ''گاندھی نے کہا تھا پاکستان میری لاش پر بنے گا''لیکن جب مسلمان متحد ہو گئے، جب انہوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا تو اللہ کی مدد آئی اور پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ہم پر بُرا وقت اس لیے آیا ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔اس موقع پر صدر ڈسٹرکٹ بار کونسل عظیم الحق پیرزادہ نے بھی خطاب کیا۔انہوں نےکہا کہ ان شاء اللہ بار کونسل میں اس طرح دینی پروگرام ہوتے رہیں گے۔ (مرتب:شوکت حسین انصاری)

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام تربیتی ورکشاپ

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے تحت معاونین مقامی تناظیم کی ایک روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد ہوا۔جس میں مقامی تناظیم کے ناظمین مالیات ودعوت وتربیت اور معتمدین حضرات نے شرکت کی۔اس ورکشاپ کا مقصد اپنی ذمہ داریوں کو اچھے انداز سے سمجھنا اور نظام العمل کے مطابق عمل کے لحاظ سے جو مشکلات ہیں اُن پر گفتگو اور مشورہ حاصل کرنا تھا۔

معتمدین حضرات کی ورکشاپ معتمد حلقہ انوار احمد خان کے ذمہ تھی۔معتمد حلقہ نے معتمد مقامی تنظیم کی ذمہ داری کو اچھے انداز سے نظام العمل کے مطابق ادا کرنے کے حوالے سے گفتگو کی اور دفتری ریکارڈ و رفقاء کے اعداد وشمار اور خطوط کے جوابات، ماہانہ جائزہ مقامی تناظیم کی دفتر حلقہ کو بروقت ترسیل اور اس کو بنانے میں حائل مسائل کی وضاحت کی۔فائلنگ کا طریقہ بھی سمجھایا۔

ناظمین مالیات کے لحاظ سے حلقہ کے ناظم مالیات محترم اعظم طفیل نے تربیتی ورکشاپ میں اپنا حصہ ڈالا اور مالیات کے نظام کو سمجھنے کے لیے لیکچر دیا اور مختلف اشکالات کے حوالے سے سوالوں کے جواب دیئے۔

دعوت وتربیت کے لحاظ سے نظام العمل کے مطابق کام کرنے اور ذمہ داریوں کو نبھانے کے لحاظ سے ناظم حلقہ اور ناظم دعوت وتربیت حلقہ محترم خادم حسین نے شرکاء سے گفتگو کی۔اشکالات کے جواب دیئے اور مسائل کے لحاظ سے نظم کی پیروی کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

یہ ورکشاپ ہر سال منعقد ہوتی ہے۔شرکاء نے اسے فائدہ مند قرار دیا۔ناظم حلقہ نے کہا کہ ہر معاون اگر اپنے کام پر توجہ دے تو آسانی ہوگی اور کام کرنے کے لحاظ سے بہتر تربیت ہوگی۔مسنون دعا کے ساتھ ورکشاپ کا اختتام ہوا۔(رپورٹ: شاہد رضا)

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام ''فتنہ قادیانیت اور ہماری ذمہ داریاں'' پروگرام

پروگرام 19 ستمبر 2018ء بروز بدھ بعد از نمازِ مغرب تا عشاء مرکز گڑھی شاہو میں منعقد ہوا۔مقرر محترم سید مفتی انیس احمد شاہ، امیر شبان ختم نبوت پاکستان نے شرکاء سے مفصل خطاب فرمایا۔انہوں نے اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں کو نہایت احسن انداز میں سامعین کے سامنے بیان کیا۔موصوف نے فتنہ قادیانیت کی تاریخ' قادیانیوں کا طریقہ تبلیغ' قادیانی لٹریچر کی روشنی میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد' ملک وملت کو اس فتنے سے پہنچنے والا نقصان اور اس کے سد باب کے لیے ہماری ذمہ داریاں جیسے اہم نکات پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔بیان کے بعد سوال وجواب کی تفصیلی نشست ہوئی اور شرکاء کے سوالات واشکالات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔پروگرام میں تقریباً 70 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔اللہ تعالیٰ مہمان مقرر کو اور تمام شرکاء کو اس اہم دینی پروگرام میں شرکت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین!

(مرتب کردہ: شہباز احمد شیخ)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت محرم الحرام کی چھٹیوں میں سرگرمیاں

کسی بھی انقلابی جماعت کے ارکان کے لیے اپنے نظریے سے وابستگی اور جماعت کے نظم وضبط کی پابندی بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔چنانچہ اس غرض سے کارکنوں اور رفقاء کی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً تربیتی پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔اسی سلسلہ میں حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام عاشورہ کی چھٹیوں میں 9،10 محرم الحرام کو مبتدی، ملتزم ونقباء کے لیے تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔حلقہ کراچی جنوبی کے اجتماع معاونین میں باہمی مشاورت کے بعد طے پایا کہ مقامی امراء ومعاونین ان چھٹیوں میں غیر فعال رفقاء سے ملاقات کریں گے۔مبتدی رفقاء کو مطالعہ نصاب سے گزارا جائے گا جبکہ ملتزم رفقاء اور نقباء کے لیے خصوصی دروس ترتیب دیئے گیے۔

یہ نشست چار مقامات پر درج ذیل ترتیب کے ساتھ منعقد ہوئی۔

مبتدی رفقاء کے لیے 3 کتابیں ''تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر، تنظیم اسلامی کی دعوت، عزمِ تنظیم'' کی سماعت بذریعہ آڈیو محترم جناب ڈاکٹر عبدالسمیع کی گئی۔ملتزم رفقاء کے لیے ملتزم بیعت کے الفاظ کی وضاحت، نقباء کے لیے مذاکرہ'' اجتماع اسرہ، تربیتی و تنظیمی حصہ'' جبکہ ملتزم رفقاء اور نقباء کے لیے اجتماعی طور پر موضوع''اختلاف، احتساب، تنقید کے آداب بصورت مذاکرہ'' اور ''منافقت کی حقیقت بذریعہ ویڈیو ڈاکٹر عبدالسمیع'' اور موضوع ''اللہ سے تعلق اور غلبہ دین'' پر درس کا اہتمام کیا گیا۔

ان تربیتی نشستوں سے کل 109 رفقاء نے استفادہ کیا۔رفقاء کی سہولت کے لیے درجہ ذیل 4 مقامات پر انعقاد کیا گیا تھا:

قرآن اکیڈمی کورنگی:

قرآن اکیڈمی کورنگی میں 4 مقامی تناظیم کورنگی شرقی، لانڈھی، کورنگی وسطی اور کورنگی غربی کے رفقاء کو مدعو کیا گیا تھا اور اس مقام پر مدرس کے فرائض امیر حلقہ جناب انجینئر نعمان اختر، معتمد حلقہ عبید احمد اور امیر مقامی لانڈھی تنظیم محمد ہاشم نے ادا کیے۔اس مقام پر کل 36 رفقاء شریک ہوئے۔

قرآن مرکز حق چیمبر:

اس مقام پر دو مقامی تناظیم سوسائٹی اور اختر کالونی کے رفقاء کو مدعو کیا گیا تھا۔یہاں مدرس کے فرائض امیر مقامی سوسائٹی تنظیم نعمان آفتاب اور اختر کالونی تنظیم کے ملتزم رفیق سہیل احمد نے ادا کیے۔اس مقام پر کل 23 رفقاء شریک ہوئے۔

قرآن اکیڈمی ڈیفنس:

ڈیفنس، کلفٹن اور قرآن اکیڈمی کے رفقاء کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں جمع کیا گیا تھا۔اس مقام پر مدرس کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس اور امیر مقامی ڈیفنس تنظیم عاطف اسلم صاحب نے ادا کیے۔اس مقام پر 36 رفقاء نے شرکت کی۔

دفتر اولڈسٹی تنظیم:

اولڈسٹی تنظیم کے رفقاء کے لیے ان کے اپنے ہی مقامی دفتر میں نشست کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں مدرس کے فرائض اولڈسٹی تنظیم کے مقامی امیر محمد رضوان اور اولڈسٹی تنظیم کے ناظم تربیت و نقیب اسرہ محمد نعمان نے سرانجام دیے۔ اس مقام پر 14 رفقاء نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور علم کو ہمارے لیے علم نافع بنا دے۔ آمین! (رپورٹ: راؤ محمد سہیل)

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع بصورت شب بیداری 29 ستمبر بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ نماز مغرب کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا۔ نقابت کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت محسن محمود نے ادا کیے۔ پہلا پروگرام ریاست مدینہ کے عنوان سے تھا۔ اور مقرر حافظ عاطف وحید تھے۔ انہوں نے بڑی خوبصورتی سے بیان کیا کہ پہلی ریاست مدینہ کس طرح وجود میں آئی اور حضور ﷺ نے اس کے لیے کیا کیا اقدامات کیے۔ اس پروگرام کے بعد نماز عشاء اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

وقفے کے بعد دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ منتخب نصاب نمبر 2 کے سلسلہ کا تیسرا درس جس کا عنوان اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے کارکنوں کے اوصاف ہے، لاہور وسطی کے امیر نثار احمد خان نے سورہ شوریٰ کی آیات کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ اور بڑی عمدگی سے حزب اللہ کے اوصاف بیان کیے۔ اس کے بعد امیر حلقہ لاہور غربی محترم پرویز اقبال نے تنظیم اسلامی کی آل پاکستان ملک گیر مہم ریاست مدینہ کا تعارف کروایا جو کہ 30 ستمبر سے 14 اکتوبر تک جاری رہے گی۔

اگلے پروگرام کا عنوان شہادت علی الناس تھا اور اس کے مقرر حلقہ لاہور غربی کے ناظم دعوت محمود حماد تھے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت سے مختلف واقعات بیان کیے اور بڑے دلنشین اور پُراثر انداز میں اس حوالے سے آپ ؐ کی سیرت بیان کی۔ اس پروگرام کے بعد سالانہ اجتماع 2018ء کے حوالے سے عطاء الرحمٰن نے ایک مختلف انداز میں گفتگو کی۔ انہوں نے سالانہ اجتماع کی اہمیت بیان کی اور رفقاء کے واقعات بھی بیان کیے اور رفقاء کو اس اجتماع میں شرکت کے لیے ابھارا۔ اس کے بعد رات کے آرام کے لیے وقفہ ہوا۔ رات 4 بجے رفقاء کو تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد عطاء الرحمٰن عارف رحمہ اللہ کے بیٹے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع ؒ کے دلنشین مواعظ پر مشتمل کتاب ''دل کی دنیا'' کا تعارف کروایا اور اس کتاب میں بیان کردہ مضامین کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا۔ بعد از نماز اشراق پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: محمد یونس)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام ریاست مدینہ مہم

مورخہ 12 اکتوبر 2018ء کو جاری مہم ریاست مدینہ کے سلسلے میں حلقہ سرگودھا کے منفرد اسرہ جوہر آباد کے زیر اہتمام جھومرلان جوہر آباد میں بعد نماز عصر نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع کا خصوصی لیکچر پروگرام میں جوہر آباد کے 200 کے قریب احباب نے شرکت کی۔ ڈاکٹر عبدالسمیع کا خطاب بڑی دلجمعی سے سماعت کیا۔ ڈاکٹر عبدالسمیع نے منفرد اسرہ جوہر آباد کے رفقاء کی کاوش کو خوب سراہا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ اس پروگرام کے دوران حلقہ کی طرف سے ہال کے باہر مکتبہ بھی لگایا گیا تھا جہاں سے احباب نے پروگرام کے بعد تنظیمی لٹریچر بھی حاصل کیا اور تنظیمی کتب بھی خرید لیں۔ (رپورٹ: محمود عالم)

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

شمارہ نومبر 2018ء ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ ''باہمی انتشار'' عالمِ اسلام کا اصل مسئلہ — ادارہ

☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت رحمۃ للعالمین — حافظ عاکف سعید

☆ ختمِ نبوت کے تکمیلی مظاہر اور ہماری ذمہ داریاں — شجاع الدین شیخ

☆ اولی الامر کو نصیحت کرنے کے آداب — سید عبدالوہاب شیرازی

☆ فلسفہ خیر و شر اور حیاتِ انسانی — راحیل گوہر

☆ اقبال کے نظریۂ خودی کی قرآنی تعبیر — پروفیسر عبداللہ شاہین

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ سرگودھا، جوہر آباد کے مبتدی رفیق قاری سعید ربانی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0340-3435145

☆ حلقہ ملاکنڈ کے سینئر رفیق تنظیم محمد فہیم خان کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ ملاکنڈ کے ناظم بیت المال تنظیم الحق کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ لاہور غربی، جوہر ٹاؤن کے نقیب اسرہ رشید انور کی والدہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ سرگودھا، جوہر آباد کے مبتدی رفیق رب نواز کی بھابی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0300-6078852

☆ حلقہ سرگودھا کے منفرد مبتدی رفیق نوید احمد کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0301-5280640

☆ رفیق تنظیم گوجرانوالہ حافظ محمد افضل کے برادر نسبتی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-6463353

☆ رفیق تنظیم سیالکوٹ جنوبی ڈاکٹر محمود الحسن کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-4453123

☆ رفیق تنظیم منڈی بہاؤالدین حافظ وقاص حسین کی نانی وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

Over 700 Israel Obstacles to Palestinian Movement in West Bank

There are more than 700 obstacles to Palestinian movement across the West Bank imposed by Israeli occupation authorities, according to the findings of new research by the United Nations.

According to the comprehensive survey, conducted by UN OCHA in July, there are 705 permanent obstacles across the West Bank "restricting or controlling Palestinian vehicular, and in some cases pedestrian, movement".

UN OCHA noted that "this figure is three per cent higher than in December 2016, the date of the previous survey". The largest net increase was recorded in the Ramallah governorate, with a total of 15 additional obstacles.

The obstacles include "140 fully or occasionally-staffed checkpoints, 165 unstaffed road gates (of which nearly half are normally closed), 149 earth mounds and 251 other unstaffed obstacles (roadblocks, trenches, earth walls, etc)."

While all the 140 checkpoints include permanent infrastructure, only 64 of them are permanently staffed by Israeli occupation forces: 32 located along the Separation Wall or on roads leading to Israel, 20 in the Israeli-controlled area of Hebron city (H2), and the other 12 elsewhere in the West Bank.

UN OCHA noted that "the other 76 (partial) checkpoints are either occasionally staffed or have security personnel located in a tower rather than on the ground."

In addition to the obstacles recorded by UN OCHA, the agency noted that between January 2017 and the end of July 2018, Israeli occupation forces employed an additional 4,924 ad-hoc "flying" checkpoints, or nearly 60 a week.

"These involve the deployment of Israeli forces for several hours on a given road for the purpose of stopping and checking Palestinian drivers and vehicles, but without any permanent physical infrastructure on the ground," the report explained.

UN OCHA also detailed how the Israeli military "has blocked vehicle access to the main entrances of Palestinian localities from which stones have been thrown at Israeli vehicles or where the homes are located of the perpetrators or suspected perpetrators of attacks against Israelis."

Since January 2017, UN OCHA has documented 93 such incidents of collective punishment, affecting a total of 30 Palestinian communities. The closures may last "for a few days to a number of weeks", with a "disproportionate impact on children, the elderly and disabled people".

The UN agency added that "road obstacles are an integral component of a broader system of access restrictions, citing security reasons, that impedes the movement of Palestinians within the West Bank and contributes to geographical fragmentation."

This system includes: the Wall (85 per cent of which lies inside the West Bank); permit requirements for West Bank ID holders seeking to enter occupied East Jerusalem; "prohibitions or restrictions on the use of 400 kilometers of roads serving Israeli settlers almost exclusively"; access closed to some 20 per cent of West Bank land designated "firing zones" or "border buffer zones"; access closed to "over 10 per cent of West Bank land located within the municipal boundaries of Israeli settlements"; the recent "demolition order issued by Israeli authorities to the Arab villagers of the West Bank to vacate their homes".

Source*: The Middle East Monitor*

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

16، 17، 18 نومبر 2018ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام **مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور**

منعقد ہورہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِى لِلْمُتَحَابِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِىَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِىَّ))

”اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری محبت لازم ہوگئی ان کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور مل بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں“۔

(مستدرك حاكم، كتاب البر والصلة، موطا امام مالك كتاب الشّعر، باب السّنة فى الشّعر)

تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظمِ اعلیٰ، تنظیم اسلامی فون: 79-35473375(042)

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.42

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore